اسلاف کی شب بیداری

اردو ترجمہ

التہجد وقیام اللیل

مصنف

للامام الحافظ ابی بکر بن ابی الدنیا رحمہ اللہ

ترجمہ و ترتیب و تخریج

مولانا محمد زکریا اقبال

استاذ جامعہ دار العلوم کراچی

بیت العلوم

۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: [illegible]

اسلاف کی شب بیداری

اسلاف کی شب بیداری

اُردو ترجمہ

التہجد و قیام اللیل

مصنّف

للامام الحافظ أبي بكر بن أبي الدنيا رحمه الله

علماء دیوبند کے علوم کا پاسبان
دینی وعلمی کتابوں کا عظیم مرکز ٹیلیگرام چینل
حنفی کتب خانہ محمد معاذ خان
درس نظامی کیلئے ایک مفید ترین
ٹیلیگرام چینل

ترجمہ و ترتیب و پیشکش

مولانا محمد زکریا اقبال

استاذ جامعہ دارالعلوم کراچی

بیت العلوم

۲۰۔ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور۔ فون: ۷۳۵۲۴۸۳

﴿جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں﴾

نام کتاب — اسلاف کی شب بیداری
اردو ترجمہ — التهجد و قيام الليل
مؤلف — للامام الحافظ أبي بكر بن أبي الدنيا
ترجمہ و ترتیب — محمد زکریا اقبال (استاذ جامعہ دار العلوم کراچی)
باہتمام — محمد ناظم اشرف
ناشر — بیت العلوم۔ ۲۰ نابھہ روڈ، چوک پرانی انارکلی، لاہور
فون: ۷۳۵۲۴۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم = ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = ۱۹۰ انارکلی، لاہور
ادارہ اسلامیات = موہن روڈ چوک اردو بازار، کراچی
دارالاشاعت = اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت القرآن = اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت الکتب = گلشن اقبال، کراچی
ادارۃ المعارف = ڈاک خانہ دار العلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دار العلوم = جامعہ دار العلوم کورنگی کراچی نمبر ۱۴
ادارۃ القرآن = اردو بازار کراچی
مکتبہ قرآن = بنوری ٹاؤن، کراچی

فہرست

﴿حرفِ آغاز﴾

حمد وثنا ہے خالق ارض و سماء کیلئے جس نے اس میکدہ ظلمت کونور ہدایت سے روشن کیا' اور درودوسلام اس ہستی کامل (ﷺ) پر جس نے انسانیت کو درس انسانیت دیکررشک ملائک بنایا۔ صلی اللّٰہ علیہ وعلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْن.

مالکِ کون ومکان کے لامتناہی انعامات میں سے ایک اور عظیم نعمت اس ذرہ بے مایہ کو حاصل ہوئی کہ اس نے فاضلِ اجل' امامِ وقت امام ابوبکر بن ابی الدنیاؒ کی ایک خوبصورت تصنیف: التهجد و قیام اللیل کا ترجمہ کرنے اوراسے اردو کے قالب میں ڈھالنے کی توفیق عطا فرمائی۔ فلہُ الحمد ولَہُ الشکر.

صاحب کتاب کے علمی وعملی مقام سے اہل علم تو خوب واقف ہیں لیکن قارئین باسعادت کیلئے احقر نے ان کے قدرے تفصیلی حالات شروع میں درج کردیئے ہیں۔

اس کتاب کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے۔مختصراً یوں کہا جاسکتا ہے کہ فغانِ سحر اور نالہ ہائے نیم شب کی اہمیت، افادیت، فضیلت اور شاہانِ سلطنتِ نیم شب کے عجیب سبق آموز اور روح پرور واقعات وکیفیات صاحبِ کتاب نے جمع کردیئے ہیں جنہیں مترجم نے کسی لفظی سحرکاری اور حرفوں کی صناعی کے بغیر باذوق قارئین کیلئے پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔

جب تک مسلمانوں میں راتوں کو رب سے مناجات کرنے والے اور ملت کے گناہوں پر ندامت کے آنسو بہانے والے موجود رہے' امت کے وجود پر کسی کو کاری وار کرنے کی جرأت نہ ہوسکی۔لیکن جب سے امت نے آہِ سحر گاہی سے منہ موڑا' اس کا رشتہ خدا سے کمزور ہوگیا اور اس کے اجتماعی وجود پر کاری وار ہونے لگے۔

مسلمان خواہ عالم ہو'یا طالب علم' ادیب ہو یا صحافی، مصنف ہو یا قلمکار، تاجر ہو یا ملازم، مرد ہو یا عورت، کسی شعبہ میں ہو یا کسی صنف سے تعلق رکھتا ہو، اس کے اندر ایمانی حرارت اور اس کے قلب میں سوز وگداز، اس کے اقوال میں صدق واخلاص، اس کے لہجہ میں سچائی اور

اس کے اعمال وافعال میں روحانیت ذکر خداوندی، نالہ ہائے نیم شبی اور خلوتوں میں اپنے رب سے مناجات سے ہی پیدا ہوتی ہے۔

یہ ترجمہ اس جذبہ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ اللہ عزوجل اس کمترین کو سب سے پہلے اور اس کتاب کے باسعادت قارئین کو خصوصاً اور تمام مسلمانوں کو عموماً اس نعمتِ عظمٰی سے فیضیاب فرمائے۔ آمین۔

عطار ہو، رومی ہو، رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہِ سحر گاہی
(اقبال)

ایک ضروری گزارش یہ ہے کہ اس کتاب میں امام ابن ابی الدنیاؒ نے اپنی سند سے متعدد روایات نقل کی ہیں۔ جن میں سے بعض میں سند کے اعتبار سے کچھ ضعف پایا جاتا ہے۔ لیکن چونکہ اہل علم کے ہاں ضعیف روایات فضائل کے اندر قابل عمل ہوتی ہیں لہٰذا ان سے کسی فقہی مسئلہ میں دلیل حاصل کرنا تو درست نہیں لیکن زیرِ نظر موضوع میں ان روایات پر اعتماد کیا جاسکتا ہے۔

اللہ کریم اس ترجمہ کو قبول ومقبول فرمائے اور راقم سطور اور اس کے والدین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے۔ آمین

محمد زکریا اقبال

۲۵ رجب ۱۴۲۶ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

کچھ...... کتاب کے بارے میں

﴿الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ اشرف المرسلین، محمد ﷺ تسلیماً کثیرا. اَشھد ان لاالٰہ اِلّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡکَ لَہٗ، اَلۡوَاحِدُ الۡاَحَدُ الۡفَردالصَّمَدُ لَمۡ یَلِدۡوَلَمۡ یُوۡلَدۡوَلَمۡ یَکُن لَّہٗ، کُفُوًا اَحَداً. وَاَشۡھَدُ اَنَّ مُحَمَّداً عَبۡدُہٗ وَرَسُوۡلُہٗ، النَّبِیَّ الۡاُمِّیِّ واصلّی علیہ صلاۃً دائمۃً یَوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعَالِمِیۡنَ. امّابعد!﴾

''ہمارے سامنے اس وقت تیسری صدی ہجری کے مشہور عالم ومحدث امام حافظ ابوبکر بن ابی الدنیا رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف کردہ کتاب ''التہجد و قیام اللیل'' ہے جس کا موضوع اس کے نام سے ظاہر ہے۔ جس میں امام موصوفؒ اپنی عادت کے موافق ہمارے دین کی ایک اہم عبادت تہجد کے فضائل اور راتوں کو اٹھ کر اللہ کے سامنے گریہ وزاری کے عبرت آموز واقعات قرآن کریم کی آیات، احادیث نبویہ ﷺ، صحابہ کرامؓ کے اقوال و آثار اور سلف صالحینؒ کے واقعات کی روشنی میں بیان کرتے ہیں۔

آگے چلنے سے قبل نہایت ضروری ہے معلوم ہوتا ہے کہ ہم قیام اللیل اور تہجد کی فضیلت کے متعلق کچھ تفصیل پیش کریں۔

سب سے پہلے تو ہم قرآن کریم سے تہجد و قیام اللیل کی ترغیب کے متعلق کچھ بیان کرتے ہیں:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿کَانُوۡا قَلِیۡلًا مِّنَ اللَّیۡلِ مَایَھۡجَعُوۡن ٥ وبِالۡاَسۡحَارِھُمۡ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ﴾ (الذاریات۱۷، ۱۸)

''وہ (متقین) رات کو بہت تھوڑا سونے والے تھے اور سحر کے وقت وہ استغفار کرنے والے تھے۔''

آیاتِ بالا میں لفظ ''ھجوع'' ذکر کیا گیا ہے جس کے معنیٰ رات کی نیند کے ہیں نہ کہ دن کی نیند کے۔ معنیٰ آیت کے یہ ہیں کہ وہ رات کو بہت تھوڑا سوتے ہیں، اکثر حصہ نماز وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں۔

یہ ان کا ایک قابل تعریف وصف بیان کیا گیا ہے اور اس پر ان کی تعریف کی گئی ہے، پس ان کا کثرتِ عمل اور شب بیداری سے متصف ہونا اور قرب و رضاء خداوندی کے امور میں مسابقت کرنا زیادہ بہتر ہے ان لوگوں سے جو قلتِ عمل اور کثرتِ نیند سے متصف ہیں۔

ایک جگہ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّداً وَّقِيَامًا﴾ (الفرقان: ۶۴)

''اس آیتِ کریمہ میں شب بیداروں کا حال بیان کیا گیا ہے کہ وہ راتوں کو سجدوں اور قیام سے زندہ کرتے ہیں، اور نہ صرف اعمال لیل سے اپنے رب کو راضی کرتے ہیں بلکہ ان کا مزید یہ وصف بھی فوری بعد بیان کیا گیا ہے کہ اس سب کے باوجود وہ اللہ سے ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ اپنا عذاب ان سے ہٹالے۔''

اسی طرح ارشاد ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلاً o نِصْفَهٗ اَوِ انْقُصْ قَلِيْلاً o اَوْزِدْ عَلَيْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلاً o اِنَّا سَنُلْقِيْ عَلَيْكَ قَوْلاً ثَقِيْلاًo اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْئًا وَّ اَقْوَمُ قِيْلاً o اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحاً طَوِيْلاًo وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلاً﴾ (المزمل: ۱/۸)

ابوجعفر الطبریؒ نے فرمایا: مزمل کے معنی ہیں اپنے کپڑوں میں لپٹنے والا۔ اس

سے مراد اللہ کے نبی ﷺ ہیں۔ آیاتِ بالا میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو قیام اللیل کی دعوت دی ہے کہ جب سارا جہاں چین کی نیند میں مست ہو، دن بھر کے انسانی تعلقات کو منقطع کر کے اللہ تعالیٰ سے لَو لگائیں، اس کے فیض کرم اور نورِ عرفان کے حصول کی دعوت دی ہے، صرف اسی کے ساتھ مؤانست و تعلق قائم کرنے کی، سارے عالم سے یکسو ہو کر اسی کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی ہے۔ اس تنہائی میں اپنے کلام کی ترتیل کے ساتھ، سکون و اطمینان کے ساتھ تلاوت کرنے کی دعوت دی ہے کہ جب ساری فضائے بسیط اور عالم کون و مکاں پر سکوت کی چادر تنی ہو آپ ﷺ اپنے رب کے کلام سے فضا کو منور کر رہے ہوں۔

حالانکہ آپ جانتے ہیں کہ دن بھر کی مشقت و درماندگی کے بعد نیند کی دیوی غالب آنے لگتی ہے، نرم و گداز بستر کی جاذبیت کو اس وقت چھوڑنا سخت ترین مشقت ہے اور شدید جسمانی کلفت کا باعث ہے۔ لیکن پروردگار عالم کی یہ دعوت روح کے جسم پر غلبہ کا اعلان ہے، یہ اللہ کی دعوت کو قبول کرنے کا موقع ہے، تاکہ اس کی دعوت قبول کر کے دارین کی فلاح و کامیابی حاصل ہو سکے۔

سورۃ الفتح میں ارشادِ خداوندی ہے:

﴿سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ﴾ (الفتح: ۲۹)

''ان کی نشانی ان کے چہروں میں سجدوں کے نشان ہیں۔''

سیما کے معنیٰ ہیں وہ علامت جو ان کے (صحابہؓ کے) چہروں پر رات میں تہجد کی نماز کی وجہ سے سجدوں کے نشان تھے اور رَت جگے و شب بیداری کی علامات تھے۔

آیت کی تفسیر میں سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ:

''وہ (صحابہؓ) رات بھر نمازیں پڑھا کرتے تھے، جب صبح ہوتی تو رات بھر جاگنے اور شب بیداری کے اثرات ان کے چہروں پر نظر آتے تھے''۔

جبکہ مشہور تابعی عکرمہؒ فرماتے ہیں، ''سیما سے مراد وہ رت جگے اور شب بیداریاں ہیں جن کے اثرات ان کے چہروں پر دیکھے جاتے تھے''۔

بہر کیف ! قرآن کریم کی آیاتِ بالا سے تہجد، قیام اللیل اور رات کی تنہائیوں میں رب کے سامنے مناجات و دعا کی فضیلت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

جہاں تک حدیث رسول ﷺ اور سنتِ مطہرہ میں تہجد کی ترغیب و فضیلت کا ذکر ہے تو اس کے متعلق متعدد احادیثِ صحیحہ وارد ہوئی ہیں:

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''کوئی مرد و عورت ایسا نہیں الا یہ کہ اس کے سر پر ایک گرہ لگانے والا ہوتا ہے، جب وہ سوتا ہے، اگر وہ بیدار ہو جائے اور اللہ کا ذکر کرے تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور اگر بستر سے اٹھ کر کھڑا ہو جائے اور وضو کر کے نماز پڑھ لے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور اس کی صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ ''ہلکا پھلکا اور خوشگوار مزاج کے ساتھ اٹھتا ہے جس کو بہت سی خیر حاصل ہو چکی ہوتی ہے''۔(صحیح . ابن خزیمہ: ۲/۱۷۵، ۱۷٦)

۲: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''رمضان کے بعد سب سے زیادہ افضل روزہ اللہ کی طرف سے
محترم مہینہ محرم (عاشورہ محرم) کا ہے اور فرض نماز کے بعد سب سے
افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے۔''

(مسلم، ابو داؤد، ترمذی، نسائی، ابن خزیمہ و غیرھم)

۳: حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ (حضور علیہ السلام ﷺ نے فرمایا):

''اے لوگو! سلام کی کثرت کیا کرو، کھانا کھلایا کرو، رشتہ داریاں
نباھیا کرو، رات میں اس وقت جب لوگ سو رہے ہوں نماز پڑھا
کرو، تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔''

(مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت نقل فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''جنت میں ایک کمرہ (محل) ہے جس کے اندر سے اس کا باہر نظر آتا ہے اور باہر سے اندر نظر آتا ہے'' حضرت ابو مالک الاشعریؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! ﷺ وہ کس کیلئے ہے؟

فرمایا: اس کیلئے جو کلام اچھا کرے، کھانا کھلایا کرے، رات کھڑے ہو کر (تہجد میں) گزارے کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں''۔(صحیح ، مسند احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

یہ اور اس کے علاوہ بے شمار دوسری احادیث ہیں' ان میں سے متعدد اس کتاب میں بھی ان شاء اللہ ذکر کی جائیں گی۔

محترم قارئین! جس طرح ہمارے نبی ﷺ راتوں کو تہجد و شب بیداری کیلئے کھڑے ہوتے تھے اسی طرح آپ یہ بھی جان لیں کہ دیگر حضرات انبیاء کرام علیہم السلام بھی رات بھر قیام کیا کرتے تھے' یہاں پر ہم چند انبیاء علیہم السلام کے حالات کے متعلق نقل کرتے ہیں:

۱۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''میں معراج کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے''۔(صحیح، مسند احمد، مسلم، نسائی)

۲۔ حضرت داؤد علیہ السلام:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا، ''نفل نمازوں میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی ہے اور نفلی روزوں میں سب سے زیادہ محبوب روزہ صوم داؤد ہے' ان کا معمول تھا کہ ابتداء آدھی رات سوتے تھے اور ایک تہائی رات قیام فرماتے تھے اور ایک سُدس (چھٹا حصہ) آرام فرمایا کرتے تھے' اور ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کیا کرتے (روزہ نہ رکھتے تھے)'' (متفق علیہ)

جہاں تک حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شب بیداری اور قیام اللیل کا تعلق ہے، تو اس کے متعلق تو قلم جتنا بھی لکھ لے اور جتنے صفحات بھی سیاہ ہو جائیں اور ہماری زبانوں کو ان کے واقعات شب بیداری کے بیان کیلئے کتنی ہی فصاحت و بلاغت عطا ہو جائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان پاکباز صحابہ کرامؓ اور کائنات کی اس مقدس ترین جماعت کا حق ہرگز ادا نہیں ہوسکتا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے چنیدہ اور منتخب بندے تھے، انبیاء و مرسلین کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں جن وانس میں سے اپنے حبیب کی رفاقت کیلئے پسند فرما لیا تھا، وہ اس امت کے بہترین افراد تھے، پاکیزہ قلوب کے مالک، بحرِ علم کی گہرائیوں کے شناور، سادگی و پرکاری کا پیکر۔ یہ سوال کہ صحابہؓ میں سے کتنے تھے جو راتوں کی تنہائیوں کو رجوع الی اللہ اور تلاوت سے آباد کرنے والے تھے، درست نہیں۔ کیونکہ وہ سب کے سب' اللہ کی طرف رجوع ہونے والے، تہجد گزار، تلاوت قرآن کرنے والے تھے، اس مقدس جماعت کا ہر فرد تہجد و عبادت، انابت و تلاوت اور مجاہدہ و ریاضتمیں اپنی مثال آپ تھا۔ ان کے بعد اب کون ہے جو ان کی طرح محنت کرنے والا ہو مگر وہ (ان کے مقابلہ میں) کھیل کرنے والا ہی ہوگا۔ وہ تو ایک تیز رفتار گھوڑے پر سبقت لے گئے اور اپنے بعد والوں کو تھکا دیا (کہ بعد والے جتنی بھی عبادت کرلیں ان کے برابر نہیں ہو سکتے۔) رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو جائے اور ہمیں اور انہیں حشر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت و معیت نصیب فرمائے۔ آمین۔

امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شب زندہ دار اور تہجد گزار بندوں کے تہجد و قیام اللیل کے متعلق بعض اقوال یہاں نقل کئے جاتے ہیں:

ابو سلیمان دارائیؒ فرماتے ہیں، ''اگر رات نہ ہوتی تو مجھے دنیا کی زندگی اور دنیا میں رہنا ہی پسند نہ ہوتا''۔

(رات میں اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہونے کی حلاوت اور لذت رات ہی کی وجہ سے ہے)

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ:

''مومن کے بدترین حالات یہ ہیں کہ وہ سویا ہوا ہو (یعنی مقامات باطنی کے اعتبار سے رات بھر سویا رہنا بدتر ہے) اور فاجر و فاسق کے بہترین حالات یہ ہیں کہ وہ سویا ہوا ہو۔ کیونکہ مومن اگر بیدار ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری میں لگا رہے گا تو اللہ کی طاعات میں لگے رہنا اس کے سونے سے زیادہ بہتر ہے اور فاسق فاجر آدمی اگر بیدار ہوگا تو وہ اللہ کی نافرمانیوں میں لگا رہے گا تو اس کا سونا اس کے جاگنے سے بہتر ہے''۔

امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں:

''سلفؒ کا حال یہ تھا کہ طلوع فجر کے وقت یا اس سے کچھ پہلے اس حال میں ہوتے تھے کہ گویا ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (یعنی اللہ کے سامنے اس طرح کھڑے ہوتے تھے کہ بالکل حرکت نہ ہوتی تھی) اپنی ذات کی طرف متوجہ رہتے تھے، حتیٰ کہ اگر اس حال میں ان کا قریبی رشتہ داران سے کچھ دیر کیلئے غائب ہوتا اور واپس آجاتا تو انہیں معلوم بھی نہ ہوتا''۔

عاصم بن ابی النجود فرماتے ہیں:

''میں نے ایسے لوگوں کو پایا ہے جنہوں نے اپنی راتوں کو اونٹ بنا لیا تھا۔ یعنی ان راتوں کو قیام اللیل اور تہجد سے ایسا آباد کیا تھا کہ قیامت کے دن کیلئے یہی راتیں ان کا توشہ اور پل صراط کیلئے سواریاں ہوں گی۔

علی بن بکارؒ فرماتے ہیں:

''چالیس برس سے مجھے کسی چیز نے غم زدہ نہیں کیا سوائے فجر کے طلوع ہونے کے یعنی رات کے جانے کا غم تہجد کا وقت گزر جانے کی بناء پر ہوتا تھا''۔

اسحاقؒ بن سوید فرماتے ہیں:

''سلف صالحین کے نزدیک سیاحت کا مطلب تھا دن کو روزہ اور رات کو اللہ کے سامنے کھڑے ہونا''۔

حضرت فضیلؒ بن عیاض فرماتے ہیں:

''میں رات کی آمد سے خوش ہوتا ہوں کہ اپنے پروردگار سے خلوت میں مناجات کا وقت آگیا، اور دن کی آمد مجھ پر گراں گزرتی ہے مخلوق سے ملاقات اور میل جول کی بناء پر''۔

یحیٰی بن معاذؒ فرماتے ہیں:

''دل کی دوا پانچ چیزیں ہیں (۱) غور وفکر کے ساتھ تلاوت قرآن کریم (۲) پیٹ کا خالی رہنا (۳) راتوں کا قیام (۴) سحر کے وقت گریہ وزاری (۵) نیک لوگوں اور صلحاء کی صحبت''۔

قاسم بن عثمان الجوعیؒ فرماتے ہیں، ''اصل دین پرہیزگاری ہے' افضل ترین عبادت راتوں کی تنہائیوں میں کی جانے والی عبادت ہے اور جنت کے تمام راستوں میں سب سے افضل راستہ سینہ کا (دل کا ہر قسم کے غلط عقائد اور رذائل سے) محفوظ ہونا ہے''۔

تہجد گزار بندوں کی گریہ وزاری

جان لو...... اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے...... کہ گریہ وزاری اور اللہ تعالیٰ کے سامنے رونا ان عظیم اعمال میں سے ہے جن کے ذریعہ عابد وزاہد حضرات خدا کا تقرب حاصل کرتے ہیں' اللہ کے عذاب و پکڑ سے خائف حضرات اس کے ذریعہ سے اس کے رحم کے طلبگار ہوتے ہیں بلکہ تہجد اور گریہ وزاری دونوں لازم وملزوم ہیں' اسی طرح جب بھی رات کا تذکرہ ہوتا ہے تو آنسوؤں کا تذکرہ بھی ساتھ ہی ہوتا ہے' تہجد گزار بندے جب اپنے آنسوؤں کو اپنے پروردگار کے سامنے اپنا قاصد بنا کر بھیجتے ہیں تو ان کے دل نرم اور گداز ہو جاتے ہیں۔ پس آنسوان کے اصرار کرنے والے سفارشی ہوتے ہیں، تہجد گزار بندے اپنے آنسوؤں سے اللہ کو درخواست لکھتے ہیں اور اس کی طرف سے جواب کے منتظر ہوتے ہیں۔

صفوانؒ بن محرز سے ان کے شدت گریہ وزاری کی وجہ سے کہا گیا کہ زیادہ رونے سے انسان کی بینائی جاتی رہتی ہے تو انہوں نے فرمایا، ''یہی تو شہادت اور گواہی ہوگی'' (اس بات کی کہ میں پروردگار کی رضا کیلئے روتا رہا ہوں) چنانچہ ان کے بکاء میں شدت پیدا ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ وہ نابینا ہو گئے۔

پس آپ کے سامنے تہجد گزار بندوں کی اپنے رب سے گریہ وزاری کے ساتھ مناجات اور ان کے آنسوؤں سے تر دعاؤں کے حالات ہیں۔ جب رات اپنی تاریکی کی ردا گرا دیتی تھی تو یہ بندگانِ خدا کس طرح اپنے رب کے سامنے مناجات میں مشغول ہوتے تھے۔ ان کا حال یہ تھا کہ گویا انہوں نے یحییٰؒ بن معاذ کے اس قول کو اپنا شعار بنا لیا تھا۔

''خلوت تمہارا گھر ہو، بھوک کھانا ہو، اللہ سے مناجات تمہاری گفتگو ہو، پس یا تو تم اپنے مرض کے ساتھ ہی موت سے ہمکنار ہو جاؤ گے یا تم اپنے مرض کی دوا پا لو گے''۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا، ''زہے اس آنکھ کا حسن! جو رات کی تنہائی میں اللہ عزوجل کے خوف سے آنسو بہاتی رہی''۔

حضرت منصور بن المعتمرؒ نے اپنی رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ چنانچہ ایک تہائی رات وہ نماز پڑھا کرتے تھے، ایک تہائی رات رونے اور گریہ وزاری میں گزارتے اور ایک تہائی رات دعا میں مشغول رہتے تھے''۔

حضرت مسعر بن کدامؒ ایک روز اتنا روئے کہ ان کے رونے نے ان کی والدہ کو بھی رلا دیا اور مسعرؒ نے ان سے فرمایا، اماں جان! کس چیز نے آپ کو رلا دیا؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے تمہیں روتے دیکھا تو میں بھی رونے لگی، مسعر نے فرمایا، اماں جان! بات درحقیقت یہ ہے کہ جس طرح کے حالات ہمیں کل پیش آنے والے ہیں اس کیلئے ہم گریہ وزاری میں طوالت کرتے ہیں۔ ماں نے پوچھا کہ وہ کیا حالات ہیں؟ وہ کچھ دیر خاموش رہے پھر فرمایا، وہ ہے قیامت اور اس کے ہولناک حالات۔ یہ کہہ کر ان پر پھر گریہ کی شدت طاری ہوگئی۔

محمد بن واسعؒ کی ایک باندی ان کے گریہ و بکاء کی کیفیت بیان کرتے ہوئے کہتی ہے، ''یہ وہ آدمی ہے کہ جب رات آتی ہے تو (اتنا روتا ہے کہ) اگر ساری دنیا بھی قتل کر

دی جائے تو یہ اس سے زیادہ نہیں روسکتا‘‘۔

میرے بھائی! اہل تہجد اور شب زندہ داروں نے اپنے پرودگار کا یہ قول ہمیشہ پیش نظر رکھا ہے۔

﴿اَفَاَمِنَ اَهْلُ الْقُرٰىٓ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ بَاْسُنَا بَيَاتًا وَّهُمْ نَآئِمُوْنَ﴾

(الاعراف:۹۷)

’’کیا بستیوں والے بے خوف ہو گئے اس بات سے کہ آ پہنچے ان پر ہماری پکڑ رات میں جب کہ وہ (خواب غفلت میں) سوئے پڑے ہوں۔‘‘

چنانچہ ان کی آنکھیں سدا آنسو بہاتی رہیں، گریہ وزاری کرتی رہیں۔

پس اے بھائی! ذرا ان نفوس قدسیہ کے حالات کی طرف نظر کرو، انہوں نے اپنے پروردگار کے سامنے خالص اور بے کھوٹ چیز پیش کی اور اپنی عقل وفہم اور دانش و تابش کو اس کے سامنے ہیچ کر دیا چنانچہ اس نے انہیں اپنی محبت کے جام شراب سے سیراب فرمایا، پس وہ اپنی تشنگی سے سیراب ہو گئے لیکن اس سیرابی میں بھی تشنگی باقی رہی۔

پس اے عزیز قاری یہ بات جان لینی چاہئے کہ سب سے افضل ذکر اور سب سے اعلیٰ مناجات قرآن کریم کی تلاوت ہے‘ قرآن کی تلاوت سے لہجوں میں حلاوت و مٹھاس گھل جاتی ہے اور جب خاموش، پرسکون فضا میں یہ مناجات ہو تو اس کی حلاوت و لذت کا کیا حال ہوگا؟ جب فضائے کائنات رات کی تاریکی میں خوبصورت آواز کے ساتھ تلاوت قرآن کی صداؤں سے گونج اٹھے تو اس وقت انوارات کا کیا عالم ہوگا‘

جب راتیں اللہ سے انس و تعلق پیدا کرنے کا وقت ہیں‘ شب کی تنہائیاں اس کے ذکر کا وقت ہیں اور ڈھلتی شب کے لمحات شوق و محبت، انابت و اطاعت اور گریہ وزاری کے مناسب ہیں، تو ایسے وقتوں کے مردانِ کار وہی ہیں جو راتوں کو آباد کرنے والے ہیں‘ وہ ...... جو راتوں کی تاریکی کو اپنے ایمان کے نور سے روشن و منور کرتے ہیں، جن کی خاموشیاں پروردگار عالم کے پاکیزہ کلام سے سرور و کیف حاصل کرتی ہیں، یہاں تک کہ سحر کا وقت آ جاتا ہے، یہ وقتِ سحر کیا ہے؟ کون جانے کہ وقت سحر کیا ہے؟

یہ دلوں کے جاگنے کا وقت ہے، قلوب کی بیداری کا وقت ہے، اسی وقت میں پاکیزہ دل والے اپنے رب سے جو چاہتے ہیں حاصل کر لیتے ہیں۔ اپنی روح کو بالیدہ

اورآراستہ کرتے ہیں، اس وقت میں دل اپنے رب کے سامنے سجدہ ریز ہوجاتے ہیں اور ہونا ہی چاہئے۔غرض اللہ والوں کے نزدیک رات کاایک مقام ہے، بہت بڑامقام اوراس رات کے سمندر میں انسان کیلئے تیرنے اور شناوری کر کے گہر نایاب حاصل کرنے کاایک وسیع میدان ہے، جو چاہے نصیحت حاصل کرلے، جو چاہے شکر گزار بن جائے اور رات کو قرآن کے ساتھ بلکہ اہل اللیل کوقرآن کے ساتھ ایک خاص مناسبت ہوتی ہے۔

اہل اللیل (شب زندہ داروں) کیلئے اللہ نے وہی مَثَل بنائی ہے جو اس نے اپنی ذات کے غیب کیلئے بنائی اوراللہ کی مثل اعلیٰ ہی ہے۔پس جس طرح کوئی انسان اللہ تعالیٰ کے افعال اوراس کی تخلیق وخلقت میں کیے جانے والے اعمال کا مشاہدہ نہیں کرسکتا اس حجاب غیب کی وجہ سے جو اس نے رکھا ہے' اسی طرح اہل اللیل (رات والوں) کیلئے رات کولباس بنا دیا ہے۔ جسے پہن کروہ غیروں کی نگاہوں سے چھپ جاتے ہیں اور پھر اپنے حبیب ومحبوب کی کرم نوازیوں سے رات کی تنہائیوں میں بہرہ مند ہوتے رہتے ہیں' وہ اس سے مناجات کرتے ہیں تو کوئی ان کا رقیب نہیں ہوتا، کیونکہ رقیبوں کی نظر میں تو نیند ہی اہم ہے، ان کی آنکھیں تو نیند سے بہرہ مند ہوتی ہیں۔اللہ کریم اپنے کرم سے ہمیں بھی اہل اللہ اوراہل اللیل میں شامل کردے۔آمین

غرض! اہل تہجد وقیام اللیل کا حال یہی ہوتا ہے، ان کے دن رات، شب وروز اپنے مالک کی اطاعت میں گزرتے ہیں۔ہم تو فقط اتنا ہی کہہ سکتے ہیں کہ:

''اے اللہ! تو ہمیں ہماری برائیوں کی وجہ سے اپنی خیر سے محروم نہ فرما' آمین''

بہرکیف! یہ اس قابل قدر کتاب کے متعلق چند سطریں ہیں جو اس کا موضوعاتی تعارف ہیں۔شاید کسی صاحب فہم ودانش قاری کیلئے اس کتاب میں معلومات کا وہ ذخیرہ موجود ہو جس کے ہم طالب ومتلاشی ہیں۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ ہمیں قیام اللیل کی توفیق عطا فرما کر ہم پر احسان فرمائے، ہمیں تہجد گزار بندوں میں شامل فرمائے اور قرآن کی تلاوت سے اپنے ذہن ودل کو منور ومعطر کرنے کی سعادت عطا فرمائے اپنی رضا کے مطابق عمل کی توفیق نصیب فرمائے، آمین. وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

﴿ کچھ......مصنفؒ کے بارے میں ﴾

نام ونسب وجائے پیدائش:

اس کتاب کے مصنف کا نام عبداللہ بن عبید بن سفیان بن قیس ابوبکر القرشی الاموی تھا۔ یعنی وہ بنو امیہ کے مولا تھے (ان کے آزاد کردہ غلام تھے) بغداد کے رہنے والے تھے جبکہ مسلکاً حنبلی تھے۔ ابن ابی الدنیا کے نام سے معروف تھے۔ ۲۰۸ھ مطابق ۸۲۳ء میں بغداد میں پیدا ہوئے۔

آپ کے شیوخ واساتذہ:۔

۱۔ آپ کے والد محمد بن عبید جنہوں نے ھشیم، جریر بن عبدالحمید، سفیان بن عینیہ اور دیگر سلف سے احادیث روایت کی ہیں۔ خطیب بغدادیؒ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ: ''ان سے ان کے بیٹے ابوبکر (ابن ابی الدنیا) نے صحیح احادیث روایت کی ہیں'' (۲/۳۷۰)

۲۔ امام محمد بن حسین البرجلانیؒ، ابوجعفر البغدادی، متوفی ۲۳۸ھ جو حنبلی علماء میں سے تھے انہوں نے زہد ورقاق کے موضوع پر متعدد تالیفات کیں۔ مصنفؒ نے ان سے بہت سی روایات نقل کی ہیں۔ (الجرح والتعدیل ۷/۲۲۹) (تاریخ بغداد ۲/۲۲۲)

۳۔ سعید بن سلیمان ابوعثمان الضبی، الواسطی البزاز، جن کا لقب ''سعدویہ'' حافظ حدیث تھے اور علم حدیث میں امام تھے، بغداد میں سکونت تھی وہیں علم کی نشرواشاعت کرتے تھے اور مصنف کے سب سے قدیم شیخ تھے، ۲۲۵ھ میں انتقال ہوا۔ (السیر: ۱۰/۴۸۱)

۴۔ حضرت امام ربانی احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ۔ امامِ وقت، محدثِ زمانہ اور علم و فضل کے پہاڑ، شیخ الاسلام کے منصب پر فائز تھے، ''مسند'' ''الزھد'' اور ''فضائل الصحابہ'' وغیرہ تصانیف کے مالک تھے۔ (حلیۃ الاولیاء: ۹/۱۶۱. ۲۳۳) (تاریخ بغداد: ۴/۴۱۲)

۵۔ امام حافظ ابوعبید القاسمؒ بن سلام کئی فنون کے ماہر اور متعدد مقبول ومعروف

تصانیف کے مالک، ذہبیؒ نے ان کے بارے میں فرمایا: ''وہ ائمہ اجتہاد میں سے تھے''۔ ''الغریب المصنف'' اور ''الطہور'' جیسی کتابیں بھی انہی کی تصنیف کردہ ہیں۔

(السیر: ۱۰/ ۴۹۱)

۶۔ ابوعبداللہ محمد بن سعد الواقدیؒ۔ الطبقات الکبریٰ کے مصنف، جو حافظ حدیث، علامہ اور مجتہد تھے، حدیث فقہ اور غریب الحدیث کے موضوع پر تصانیف کی ہیں علم کے پہاڑ تھے۔ ۲۳۰ھ میں انتقال ہوا۔ (السیر: ۱۰/ ۶۶۵)

۷۔ امام الحافظ الحجۃ علی بن الجعد ابوالحسن البغدادیؒ بغداد کے امام حدیث تھے ''الجعدیات'' کے مصنف تھے، ۲۳۰ھ میں وفات پائی۔ (السیر: ۱۰/ ۴۵۹)

۸۔ امام حافظ ابوعبداللہ احمد بن ابراہیم ابن کثیر الدورقیؒ بڑے بیدار مغز علماء میں سے تھے، حافظ الحدیث تھے، بہت سی بہترین تصانیف کے مصنف تھے۔ ۲۴۶ھ میں انتقال ہوا۔ (السیر: ۱۲/ ۱۳۰)

۹۔ حافظ الحجۃ ابوخیثمہ زہیر بن حربؒ ثقہ اور مستند علماء میں شمار ہوتا تھا، بڑے صاحبِ ضبط حافظِ حدیث تھے، ۲۳۴ھ میں وفات پائی۔ (السیر: ۱۲/ ۱۳۰)

۱۰۔ الامام الحافظ شیخ الاسلام ابوعلی حسن بن الصباح بن محمد البزار الواسطی البغدادیؒ، امر بالمعروف و نہی عن المنکر کو اپنا اہم مقصد بنایا تھا۔ بڑے عابد و زاہد اور صاحب تقویٰ بزرگ تھے۔ ۲۴۹ھ میں انتقال فرمایا۔ (السیر: ۱۲/ ۱۹۳)

۱۱۔ امام حافظ حجۃ الاسلام خلف بن ہشام بن ثعلبؒ: جو قراء عشر (دس مشہور قراء) میں سے ہیں۔ بڑے عابد و زاہد اور فضلا میں سے تھے۔ ۲۲۹ھ میں وفات پائی۔

(السیر: ۱۰/ ۵۷۶)

ان مندرجہ بالا شیوخ کے علاوہ بھی شیخ ابن ابی الدنیاؒ کے بے شمار شیوخ و اساتذہ تھے، بقول ذہبیؒ کے ان کے شیوخ کی تعداد قابل شمار نہیں۔ انہوں نے ایک خلق کثیر سے حدیث روایت کی ہے۔ (السیر: ۱۳/ ۳۹۹)

تلامذہ وشاگرد

چند مشہور تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

۱۔ ابن ابی حاتم الرازی ان کا نام ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم تھا، ''الجرح والتعدیل'' وغیرہ کے مصنف تھے، ۳۲۷ھ میں وفات ہوئی۔(السیر: ۱۳/ ۲۶۳)

۲۔ امام ابوبکر احمد بن سلمان بن الحسن النجاد، الحنبلی: اونچے درجے کے محدث، فقیہ اور شیخ عراق تھے۔ مصنفؒ سے اس کتاب کو روایت کرنے والے بھی شیخ ہی ہیں۔ ۳۴۸ھ میں انتقال فرمایا۔(السیر: ۱۵/ ۵۰۲)

۳۔ حسین بن صفوان بن اسحاق بن ابراہیم: ابوعلی البردعی، الشیخ المحدث مصنف کے خاص شاگرد تھے اور اس کتاب کے تتمہ کے راوی ہیں۔ ۳۴۰ھ میں انتقال فرمایا۔(السیر: ۱۵/ ۴۴۲)

۴۔ قاضی المحدث ابوبکر وکیع محمد بن خلف بن حیان بن صدقہ البغدادی، ''اخبار القضاۃ وتواریخہم'' کتاب کے مصنف تھے جو ''طبقات القضاۃ'' کے نام سے معروف ہے اور تین جلدوں میں چھپ چکی ہے، ۳۰۶ھ میں انتقال ہوا۔

(السیر: ۱۴/ ۲۳۷)

۵۔ مسند العراق، امام ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم الشافعی الفقیہ: ''الغیلانیات'' کے مصنف تھے جو تا حال مخطوطہ کی شکل میں ہے (طبع نہیں ہوئی) اس کا ایک نسخہ جو ناقص ہے دارالکتب المعریۃ میں محفوظ ہے۔ ۳۵۴ھ میں انتقال ہوا۔

(السیر: ۱۶/ ۳۹)

۶۔ الحافظ مسند العراق ابومحمد حارث بن ابی اسامہ التمیمی البغدادی: ۲۸۲ھ میں انتقال ہوا۔ یہ ان کے شیوخ میں سے تھے۔(السیر: ۱۳/ ۶۰۸)

۷۔ الشیخ ابوعلی احمد بن الفضل بن العباس البغدادیؒ: ۳۴۷ھ میں وفات ہوئی۔

(السیر: ۵/ ۵۱۵)

﴿مصنف (ابن ابی الدنیاؒ) کے بارے میں علماء عصر کے تاثرات﴾

ابن ابی حاتمؒ نے فرمایا: ''میرے والد سے ان کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا' بغدادی ہیں صدوق (روایت میں سچے) ہیں''۔

ابن الجوزیؒ نے فرمایا: ''وہ (مصنف) بڑے صاحب مروت، ثقہ اور صدوق تھے''۔

امام صالح الجزرۃؒ نے فرمایا: ''صدوق ہیں''۔

ذہبیؒ نے فرمایا: ''بڑے محدث، عالم اور صدوق ہیں''۔

اور فرمایا: ''وہ صدوق، ادیب اور ذی علم و باخبر تھے''۔

ابن کثیرؒ نے فرمایا: ''حافظ الحدیث تھے، ہر فن میں کتابوں کے مصنف تھے اور کثیر التصانیف مشہور تھے۔ ان کی تصانیف نافع، مقبول و معروف تھیں خصوصاً زہد و رقاق وغیرہ کے موضوع پر''۔

اور فرمایا: ''وہ صدوق، حافظ اور صاحب مروت تھے''۔

ابن شاکر الکتبیؒ نے فرمایا: ''وہ ثقہ رواۃ میں سے ایک ہیں' اخبار و سیر کی کتب کے مصنف ہیں''۔

ابن تغری بردیؒ نے فرمایا: ''وہ بڑے عالم و زاہد اور عابد تھے، علماء کا اتفاق ہے کہ وہ ثقہ، صدوق اور صاحب امانت تھے''۔

علامہ مرتضٰی زبیدیؒ نے فرمایا: ''ابن ابی الدنیا حافظِ دنیا تھے''۔

وفات

ابن ابی الدنیاؒ کا انتقال بغداد میں جمادی الاولی ۲۸۱ھ میں ہوا۔

مولفات ومصنفات:

مصنفؒ کی تصنیفات وتالیفات کے بیان میں ہم کوشش کریں گے کہ مطبوعات ومخطوطات سب کا تذکرہ کریں۔ان شاءاللہ۔

(۱) الاحادیث الاربعین(چہل حدیث) مخطوطہ،جس کا ایک نسخہ حلب کے مکتبہ مدرسہ نور احمدیۃ میں ہے۔

(۲) الاخوان دارالاعتصام سے طبع ہوچکی ہے۔

(۳) الاشراف الیٰ منازل الاشراف مکتبہ القرآن سے طبع ہوچکی ہے۔

(۴) اصطناع المعروف مخطوطہ،مکتبہ بوعلی استنبول میں ایک نسخہ محفوظ ہے۔

(۵) اصلاح المآل مطبوعہ دارالوفاء منصورہ۔

(۶) الامر بالمعروف و النهى عن المنكر مخطوطہ مکتبہ الظاہریۃ دمشق میں ایک ناقص نسخہ محفوظ ہے اور ایک نسخہ لاہور ہندوستان میں محفوظ ہے۔

(۷) اهوال القيامته مخطوطہ مکتبہ ظاہریۃ دمشق میں ایک نسخہ محفوظ ہے۔تین اجزاء ہیں۔

(۸) الاولیاء مطبوع مکتبۃ القرآن۔

(۹) التهجد و قيام الليل مذکورہ کتاب

(۱۰) التوبۃ مطبوعہ مکتبۃ القرآن۔

(۱۱) التوکل مطبوع مکتبہ القرآن۔

(۱۲) الجوع مخطوطہ/مکتبہ الظاہریۃ۔

(۱۳) حسن الظن باللہ مطبوعہ مکتبۃ القرآن۔

(۱۴) الحلم مطبوعہ مکتبۃ القرآن۔

(۱۵) الخمول اوالتواضع والخمول مطبوعه مكتبته القرآن.

(۱۶) ذم البغی مطبوع مکتبۃ القرآن۔

(۱۷) ذم الدنیا مطبوع مکتبۃ القرآن۔

(۱۷) ذم الدنیا مطبوع مکتبۃ القرآن۔
(۱۸) ذم الغیبتہ مطبوع مکتبۃ القرآن۔
(۱۹) ذم المکر. (۲۰). ذم الملاھی. (۲۱) الرضا عن اللہ (۲۲) الرقتہ والبکاء (۲۳) الشکر (۲۴) الصبر و آداب اللسان (۲۵) صفة الجنته (۲۶) صفة النار (۲۷) الصمت و حفظ اللسان (۲۸) العزلة والانفراد (۲۹) العقل (۳۰) العقوبات (۳۱) العمر و الشباب (۳۲) العیدین (۳۳) الغیبة والنمیحة (۳۴) الفرج بعد الشدة (۳۵) فضل رمضان (۳۶) قصر الامل (۳۷) قضاء الحوائج (۳۸) القناعة (۳۹) اللیالی و الایام (۴۰) المتمنین (۴۱) مجابو الدعوة (۴۲) محاسبة النفس (۴۳) المحتضرین (۴۴) المختصر (۴۵) المرض والکفارات (۴۶) مداراة الناس (۴۷) مقتل علیؓ (۴۸) مکارم الاخلاق (۴۹) مکائد الشیطان (۵۰) من عاش بعد الموت (۵۱) المنامات (۵۲) الھم والحزن (۵۳) الھواتف (۵۴) الوجل (۵۵) الورع (۵۶) الیقین.

﴿ کچھ اس کتاب کے بارے میں ﴾

اس کتاب کا مخطوطہ (مصنفؒ کے ہاتھ کا لکھا ہوا مسودہ) دمشق کے دارالکتب الدھلیہ، ظاہریہ میں محفوظ ہے جس کا نمبر مجامیع ۱۳۲ ہے اور دو حصوں میں ہے۔ یہ نسخہ بہت خوبصورت اور نفیس ہے۔ جبکہ ایک اور نسخہ استنبول کے مکتبہ لاللیمیں نمبر ۳۶۴۴ / ۱۱ پر محفوظ ہے لیکن ہمیں اس تک رسائی حاصل نہ ہوسکی۔ البتہ یہ بات مکمل یقین و اعتماد سے کہی جاسکتی ہے کہ یہ کتاب بلاشک وشبہ حافظ ابن ابی الدنیاؒ ہی کی ہے۔ ذہبیؒ سیر اعلام النبلاء میں، ابن خیر نے ''فہرست کتب'' میں، دمیاطی نے ''المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح'' میں اور منذری نے ''الترغیب والترھیب'' میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

تحقیق وترمیم:

اس کتاب کی تحقیق میں، محقق نے ان امور کو پیش نظر رکھا ہے۔

(۱) کتاب کا اصل متن صحیح صورت میں محفوظ کرنا۔

(۲) ہر حدیث اور روایت کی تخریج اور صحت وضعف کے اعتبار سے اس کے درجہ کی تعین۔

(۳) کتاب کے اشعار کی تخریج۔

(۴) مقدمہ اور حالات مولف۔

(۵) فہارس کی ترتیب۔

ہم اللہ رب العالمین سے اس کے فضل وکرم اور اس کام میں سہولت ویُسر کے خواستگار ہیں کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

﴿مصنف سے کتاب کو روایت کرنے والے﴾

اس کتاب کو مصنفؒ سے درج ذیل محدثین نے روایت کیا ہے۔

(۱) روایۃ ابی بکر احمد بن سلیمان بن الحسن بن اسرائیل بن یونس بن النجاد عنہ (یعنی عن المصنف)

(۲) روایۃ ابی الحسن محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رزقویہ عنہ (یعنی عن المصنف)

(۳) روایۃ ابی طاہر عبدالکریم بن الحسن بن رزمتہ عنہ (یعنی عن المصنف)

(۴) روایۃ ابی الحسن علی بن ھبتہ اللہ بن عبدالسلام عنہ (یعنی عن المصنف)

(۵) روایۃ الاجل السید العالم تاج القضاۃ ابی القاسم عبیداللہ بن ابی الفرج الفراء۔

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾

﴿رات کے اٹھنے اور تہجد کی ترغیب وفضیلت کے بیان میں﴾

سند: قاضی ابو القاسم عبید اللہ بن القاضی السعید ابو الفرج الفراء عن الاجل ابو الحسن علی بن ھبۃ اللہ عن الشیخ الجلیل ابو طاہر عبد الکریم المعروف بابن رزمۃ عن ابو الحسن محمد بن احمد زرقویہ عن ابو بکر احمد بن سلمان عن ابو بکر عبید اللہ بن محمد بن ابی الدنیا۔

رات کو اٹھنا صلحاء کا طریقہ ہے

شیخ ابن ابی الدنیاؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے بیان کیا ابو جعفر احمد بن منیع نے انہوں نے فرمایا ہمیں ہاشم بن القاسم ابو النفر نے بتلایا اور ان کو بکر بن نفیس نے اور انہوں نے محمد القرشی سے روایت کیا، انہوں نے ربیعہ بن یزید سے، انہوں نے ابو ادریس الخولانیؒ سے اور انہوں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”تمہارے اوپر رات کو اٹھنا لازم ہے کیونکہ وہ تم سے پہلے صلحاء کا طریقہ رہا ہے اور بلاشبہ رات کا اٹھنا اللہ عزوجل سے تقرب کا ذریعہ ہے، گناہوں سے رکاوٹ ہے، خطاؤں کا کفارہ ہے اور جسم کے امراض کو دور کرنے والا عمل ہے“۔

(ترمذی، حسن، السنن الکبریٰ للبیھقی)

تشریح الحدیث

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تہجد اور رات کو اٹھنا سابقہ امتوں میں بھی جاری تھا، یہ ایک قدیم عادت تھی۔(مناویؒ)

قیام اللیل کی فضیلت وفوائد کے متعلق ابن الحاجؒ فرماتے ہیں: (۱) گناہوں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح سخت تیز وتند ہوا خشک پتوں کو درخت سے جدا کر دیتی ہے۔(۲) قبر کو روشن کرنے والا عمل ہے۔(۳) چہرہ کو خوبصورت اور با رونق بناتا

ہے۔(۴) کسلمندی دور کر دیتا ہے۔(۵) بدن میں نشاط پیدا کرتا ہے۔(۶) آسمان کے فرشتوں کو قیام کرنے والے کی جگہ ایسی ہی روشن اور منور نظر آتی ہے جیسے زمین والوں کو آسمان کے ستارے۔

قیام اللیل کو ترک نہ کرنا چاہئے

عبداللہ بن ابی موسیٰ (جو بنو نصر بن معاویہ کے مولیٰ تھے) فرماتے ہیں کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

''قیام اللیل کو چھوڑنا مت کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسے ترک نہ کرتے تھے اور اگر کبھی جو طبیعت مبارک میں کسلمندی ہوتی یا اضمحلال ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھ کر نماز پڑھا کرتے تھے''۔

(حدیث صحیح، اخرجه احمد فی مسنده: ۲۳۷/۴)

تشریح الحدیث

اس حدیث میں قیام اللیل کی ترغیب اور اس کی ادائیگی کے اہتمام کی تاکید کی گئی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معمول مبارک بھی بتلایا گیا ہے کہ اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مغفور و معصوم تھے لیکن اس کے باوجود قیام ترک نہ فرماتے تھے۔ اس میں ہمارے لئے سبق یہ ہے کہ ہم اللہ کی رحمت کے زیادہ محتاج ہیں لہٰذا ہمیں اس کا اہتمام کرنے کی زیادہ ضرورت ہے۔

جنت کا حق دار کون؟

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو لوگوں نے ان سے (عبداللہ رضی اللہ عنہ بن سلام سے) کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ (حضرت عبداللہ بن سلام یہود کے بڑے علماء میں سے تھے، بعثتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت یہ مدینہ میں تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ تشریف

لائے تو یہ بھی حاضر خدمت ہوئے اور بعد میں مسلمان ہو کر بڑے جلیل القدر صحابہؓ میں شمار ہوئے)۔

چنانچہ میں بھی لوگوں کے ہجوم میں آپ ﷺ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور پہچان لیا تو میں جان گیا کہ یہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں (یعنی آپ نبی ﷺ برحق ہیں) آپ ﷺ نے جو گفتگو فرمائی تو میں نے پہلی بات یہ سنی کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، جب لوگ سو رہے ہوں تو نماز (تہجد) پڑھا کرو، تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے''۔

﴿کھانا کھلانا اور سلام کی کثرت کرنا﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! جب میں آپ ﷺ کے چہرہ انور کی زیارت کرتا ہوں تو میرے دل میں ٹھنڈک پڑ جاتی ہے اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتی ہیں مجھے کسی ایسے عمل کے بارے میں بتلایئے کہ جسے انجام دے کر میں جنت میں داخل ہو جاؤں؟

''آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا،'' کھانا کھلاؤ، سلام کی کثرت کرو، جب رات کو لوگ سو رہے ہوں تو نماز (تہجد) پڑھا کرو، پھر تم جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ''۔

﴿جب سارا عالم نیند کی وادی میں ہو تم نماز کی حالت میں ہو﴾

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بھوکوں کو کھانا کھلایا کرو، سلام کی کثرت کیا کرو، رات کو جب ساری دنیا نیند کی وادی میں ہو تو تم اللہ کے سامنے نماز کی حالت

میں کھڑے ہو، تم جنت میں امن وسلامتی کے ساتھ داخل ہو گے''۔

روزِ قیامت تمہارا توشہ کیا ہوگا؟

حضرت سری بن مخلد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

''اے ابوذر! اگر تم کسی سفر کا ارادہ کرتے ہو تو اس کیلئے بڑی تیاری کرتے ہو، تو قیامت کی راہ کا سفر کیسے ہوگا؟ اے ابوذر! کیا میں تمہیں نہ بتلاؤں کہ اس دن تم کو کیا سامان نفع دے گا؟ انہوں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان، کیوں نہیں (ضرور ارشاد ہو) فرمایا، ''روز قیامت کیلئے شدید گرمی کے دن روزہ رکھو، قبر کی وحشت وتنہائی کیلئے رات کی تاریکی میں دو رکعات پڑھو، بڑے بڑے کاموں کیلئے حج فرض ادا کرو، مساکین پر صدقہ کیا کرو، یا کوئی کلمہ خیر کہا کرو، یا کسی بری بات سے اپنی زبان کو خاموش رکھو''۔

طویل قیام اللیل کی جزاء کیا ہے؟

محمد بن کثیرؒ اوزاعیؒ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جس شخص نے طویل قیام اللیل کیا، اللہ عزوجل روز قیامت اس کے اوپر سے سختی کو کم کردیں گے''۔

اللہ کے نزدیک سب سے محبوب عمل کونسا ہے؟

معاویہ بن قرہ فرماتے ہیں کہ میں ایک بار حضرت حسن بصریؒ کے پاس حاضر ہوا' وہ اپنی چارپائی پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے' میں نے عرض کیا: اے ابوسعید! کونسا عمل اللہ عزوجل کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا، ''رات کے درمیان میں نماز جبکہ سارا جہان

سو رہا ہو“۔

﴿صلاۃ اللیل کی فضیلت کے متعلق ابن مسعودؓ کا قول﴾

حضرت عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ:

”رات کی نماز کی فضیلت دن کی نماز پر ایسی ہی ہے جیسے خفیہ صدقہ کی فضیلت علانیہ صدقہ پر“۔

﴿رات کی ایک رکعت دن کی بیس رکعات سے بہتر ہے﴾

یعلی بن عطاء فرماتے ہیں کہ میری پھوپھی سلمٰی فرماتی ہیں کہ مجھ سے عمروؓ بن العاص نے فرمایا، ”اے سلمٰی! رات کی ایک رکعت دن کی بیس رکعات سے بہتر ہیں“۔

﴿قیام اللیل کے بغیر چارہ کار نہیں﴾

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”قیام اللیل کے بغیر چارہ کار نہیں اگرچہ بکری کے دودھ دوہنے کے وقت کے بقدر رہی ہو“۔ (یعنی تھوڑی دیر کیلئے ہی ہو لیکن اگر قیامت کے روز نجات چاہو تو قیام اللیل ضرور کرو)۔

﴿کونسا عمل اللہ کے قریب کرنے والا ہے؟﴾

مبارک بن فضالہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت حسن بصریؒ سے دریافت کیا: اے ابوسعید! اعمال میں سے کونسا عمل جو اللہ کے قریب کرنے والا ہو سب سے زیادہ افضل ہے؟ حسن بصریؒ نے فرمایا، ”اللہ کے مقرب بندے جن اعمال سے تقربِ خداوندی حاصل کرتے ہیں ان میں سے میں رات کے وسط میں بندہ کے قیام اور نماز سے زیادہ افضل عمل کوئی نہیں جانتا“۔

﴿حسن بصریؒ کے اقوال﴾

ابوحرہ حسن بصریؒ کا قول نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''ہم رات کی آبادی اور سارا مال راہِ خدا میں خرچ کر دینے سے زیادہ مشقت اور ثواب والا عمل کوئی نہیں جانتے''۔

﴿ابوالہذیلؒ کے اقوال﴾

عبداللہ بن ابی الہذیلؒ فرماتے ہیں کہ:

''رات کے وسط میں بندہ کا نماز کیلئے اٹھنا' اس کیلئے ایک نور ہے جو روزِ قیامت اس کے سامنے ہوگا''۔

﴿قیام اللیل سے جنّات بھی خوش ہوتے ہیں﴾

حضرت شہرؒ بن حوشب فرماتے ہیں کہ:

''جب بندہ رات میں نماز کیلئے اٹھتا ہے تو روئے زمین پر بشاشت پھیل جاتی ہے اور جس جگہ پر وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھتا ہے وہ جگہ روشن و منور ہو جاتی ہے اور اس کے گھر میں جو مسلمان جنات آباد ہوتے ہیں وہ اس سے خوش ہوتے ہیں، جب وہ نماز میں قرآن پڑھتا ہے تو جنات اس کا قرآن سنتے ہیں، جب وہ دعا کرتا ہے تو اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں، جب وہ رات پوری ہو جاتی ہے تو وہ رات آنے والی رات کو وصیت کرتے ہوئے کہتی ہے:

'اس کیلئے ہلکی ہو جانا اور اس کے مقررہ وقت پر اسے بیدار کر دینا، اس کی طویل شب بیداری پر رحم کرنا جب بڑے بڑے سورما بستروں پر پڑے سو رہے ہوں''۔ بعدازاں وہ رات پلٹ جاتی

ہے اور اس شخص کو دن کے سپرد کرتے ہوئے اس سے جدائی کے وقت کہتی ہے:

''میں تجھے اس ذات کے حفظ و امان میں دیتی ہوں جس نے تجھے اپنی طاعت میں لگایا اور مجھے تیرے لیے قیامت کے روز گواہ بنایا اسی طرح وہ دن بھی اپنی انتہا کے وقت اس سے یہی کلمات کہتا ہے''۔(یہ حدیث ضعیف ہے)

﴿رات کا قیام مومنین کیلئے باعثِ شرف ہے﴾

حرب بن سریج فرماتے ہیں کہ میں نے حسن بصریؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''رات کا قیام اہلِ ایمان کیلئے باعثِ شرف وکرامت ہے اور لوگوں کے اموال سے استغناء و بے نیازی ان کیلئے باعثِ عزت و افتخار ہے''۔

﴿قیام اللیل کا نفع تمام اعمال سے زیادہ ہے﴾

عثمان بن عطاء الخراسانی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

''سلف میں یہ بات کہی جاتی تھی کہ قیام اللیل بدن کی زندگی ہے، دل کا نور ہے، آنکھوں کی جلاء اور روشنی ہے، اعضاء و جوارح کی قوت ہے، آدمی جب تہجد کی نماز کیلئے بیدار ہوتا ہے اور اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کرتا ہے تو اس کی صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ وہ اپنے دل میں فرحت وخوشی اور اطمینان محسوس کرتا ہے اور اگر کبھی اس کی آنکھ نہ کھلے، نیند کا غلبہ ہو جائے اور وہ اپنے معمولات کیلئے بیدار نہ ہو سکے تو اس کی صبح بڑی غمگین ہوتی ہے اور اس کا دل پژمردہ ہو جاتا ہے، گویا کہ اس کی کوئی قیمتی چیز کھوگئی ہے اور کیوں نہ ایسا ہو کیونکہ

اس نے وہ عمل ضائع کر دیا جو تمام اعمال میں سب سے زیادہ نفع بخش عمل تھا"۔

﴿قیام اللیل مومن کا نور ہے﴾

حارث بن زیادؒ فرماتے ہیں کہ یزید الرقاشیؒ نے فرمایا:

"قیام اللیل مومن کا نور ہے، قیامت کے روز وہ اس کے سامنے اور پیچھے سے اس کو گھیر لے گا' اور دن کا روزہ بندہ کو جہنم کی گرمی سے دور کر دیتا ہے"۔

﴿شب بیداروں کیلئے بشارت﴾

طلحہ بن مصرفؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ:

"جب بندہ تہجد کیلئے بیدار ہوتا ہے تو دو فرشتے اسے پکار کر کہتے ہیں تیرے لیے بشارت ہو تو پہلے عبادت گزاروں کے طریقہ پر چلا"۔

ابو معشر محمدؒ بن قیس سے روایت ہے کہ انہوں نے ارشاد فرمایا:

"مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جب بندہ رات کو تہجد کیلئے بیدار ہوتا ہے تو آسمان کے کناروں سے اس کے سر کی مانگ تک اس کیلئے نیکیاں بکھیر دی جاتی ہیں' آسمان سے فرشتے اس کیلئے اترتے ہیں اور اس کی قرأت سنتے ہیں، اس کے گھر میں موجود نیک جنات اور فضائے بسیط اور خلا میں رہنے والی مخلوق اس کے قرآن کو کان لگا کر سنتی ہیں، جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہو کر دعا کیلئے بیٹھتا ہے تو فرشتے اسے گھیر لیتے ہیں اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں، پھر اگر وہ ان معمولات سے فارغ ہو کر کچھ دیر کیلئے لیٹ جاتا ہے تو فرشتوں کی

طرف سے اسے کہا جاتا ہے: ٹھنڈی آنکھوں کے ساتھ خوش باش سو جا، تو بہترین سونے والا ہے جو بہترین عمل کر کے سویا ہے۔''

﴿شب بیداری کرنے والوں کے حالات﴾

عمر بن ذر اپنے والد سے نقل کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

''مجھے بزرگوں سے یہ بات پہنچی ہے کہ مومن بندہ جب رات کو نماز تہجد کیلئے بیدار ہوتا ہے تو اللہ کی مخلوق میں سے جو بھی اس کی تلاوت اور قرآن سنتا ہے تو اس کیلئے دعائے خیر کرتا ہے اور اس کے تہجد کی نماز و تلاوت سے حلاوت محسوس کرتا ہے۔''

اور فرمایا کہ:

''بے شک فضاء میں رہنے والی مخلوق اور گھروں میں سکونت پذیر جنات اس کی قرأت سنتے ہیں اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھتے ہیں اور اس کی وہ رات آنے والی رات کو وصیت کرتے ہوئے کہتی ہے۔''

''اس کیلئے ہلکی رہنا اور اسے اس کے مقررہ وقت پر بیدار کر دینا کیونکہ یہ بہترین آدمی ہے اور جو اپنی ذات کیلئے نجات کا طالب ہو وہ بہترین انسان ہے' اور جب وہ کھڑے ہو کر تہجد کی نماز پڑھ رہا ہوتا ہے تو نیکیاں اس کے سر پر بکھیر دی جاتی ہیں۔''

﴿نماز تمام عبادات کی سردار ہے﴾

حضرت عمروؒ بن دینار فرماتے ہیں کہ سلف میں یہ بات کہی جاتی تھی کہ:

''نماز عبادت کی سردار اور جڑ ہے۔''

﴿انسان کے تمام اعمال میں سب سے زیادہ شرف والا عمل﴾

زنجیؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے صنعاء یمن کے باشندوں میں سے ایک نے بیان کیا کہ وہبؒ بن منبہ نے فرمایا:

''انسان کے تمام اعمال میں سب سے زیادہ شرف والا عمل تہجد کی نماز اور قیام اللیل ہے۔''

﴿قیام اللیل کمتر کو معزز اور پست کو بلند کر دیتا ہے﴾

یحییٰ بن ابی کثیر الغبریؒ فرماتے ہیں کہ وہب بن منبہؒ نے فرمایا:

''قیام اللیل (رات میں تہجد کیلئے کھڑا ہونا) کمتر انسان کو معزز بنا دیتا ہے، ذلیل کو باعزت کر دیتا ہے، جبکہ دن میں (نفلی) روزہ رکھنا روزہ دار کی شہوات کو توڑ دیتا ہے اور مومن کو راحت تو فقط جنت میں داخل ہو کر ہی حاصل ہوتی ہے۔''

تہجد میں طویل قیام عبادت گزاروں کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کا باعث ہے

حضرت یزید الرقاشیؒ اپنے مواعظ میں فرماتے ہیں:

''تہجد میں طویل قیام عبادت گزاروں کی آنکھیں ٹھنڈی کرنے کا باعث ہے اور زیادہ دیر تک پیاسا رہنا اللہ عزوجل سے ملاقات کے وقت دلوں کو فرحت وخوشی عطا کرتا ہے۔''

﴿قرآن کی وجہ سے سکینت کا نزول﴾

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک شخص رات میں نماز (تہجد) میں مشغول تھا' گھر میں اس کا گھوڑا بھی بندھا ہوا تھا، اچانک گھوڑا بدک گیا وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن اسے کچھ دکھائی نہ دیا تو اسے بڑی گھبراہٹ ہوئی۔ صبح ہوئی تو وہ شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور سارا قصہ عرض کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''وہ سکینت تھی جو تلاوت قرآن کی وجہ سے نازل ہوئی تھی۔''

فائدہ

''سکینت اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک چیز ہے اور اس میں اطمینان قلب، سکون اور رحمت ہوتی ہے فرشتوں کے ساتھ اس کا نزول ہوتا ہے۔ جس جگہ قرآن پاک کی تلاوت ہوتی ہے تو پڑھنے والے پر اور اس جگہ پر سکینت نازل ہوتی ہے، رحمت نازل ہوتی ہے اور فرشتے قرآن سننے کیلئے وہاں اترتے ہیں (زکریا)

﴿شیاطین اور سرکش جنات کو دور کرنے کا عمل﴾

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''جب تم میں سے کوئی رات میں بیدار ہوتا ہے اور تہجد کی نماز میں جہراً (زور سے) قرأت کرتا ہے تو اس کی وجہ سے شیاطین اور سرکش جنات بھاگ جاتے ہیں اور وہ فرشتے جو فضا میں ہوتے ہیں یا گھر میں آباد نیک جنات اس کی تلاوت سنتے ہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔''

جب وہ رات گزرتی ہے تو آنے والی رات کو وصیت کرتی ہے کہ:

''اس (تہجد گزار) کو اس کے مقررہ وقت پر بیدار کر دینا، اس پر نرم رہنا۔''

جب اس شخص کی وفات کا وقت ہوتا ہے تو قرآن اس کے سرہانے آ کر کھڑا ہو جاتا ہے، لوگ اس کو غسل دے رہے ہوتے ہیں جب وہ غسل اور تجہیز و تکفین سے فارغ ہو جاتے ہیں تو قرآن اس کے کفن اور سینے کے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔ جب اس کو قبر کے گڑھے میں رکھا جاتا ہے اور منکر نکیر علیہما السلام آتے ہیں تو قرآن منکر نکیر اور اس شخص کے درمیان حجاب بن جاتا ہے۔ منکر نکیر اِس سے کہتے ہیں کہ ذرا ہٹ جاؤ، ہم اس شخص سے کچھ سوال جواب کرنا چاہتے ہیں، قرآن جواب دیتا ہے کہ میں اسے تنہا چھوڑنے والا نہیں۔

ابو عبدالرحمٰن (اس حدیث کے راوی) کہتے ہیں کہ معاویہ بن حماد نے مجھے جو کتاب بھیجی اس میں تھا کہ:

''قرآن اسے جنت میں داخل کروا دیتا ہے۔ پھر منکر نکیر سے کہتا ہے کہ اگر تم دونوں اس کے بارے میں حکم دیئے گئے ہو تو تم جانو۔''

پھر قرآن پاک اس میت کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے: کیا تو نے مجھے پہچانا؟ وہ کہتا ہے نہیں۔ قرآن کہتا ہے کہ:

''میں تیرا وہ قرآن ہوں جو تجھے راتوں کو جگاتا تھا اور تیرے دنوں میں تجھے پیاسا رکھتا تھا اور تیری شہوتوں، تیری آنکھوں کی بدنظریوں اور تیرے کانوں کی بری سماعتوں سے تیری حفاظت کا سبب تھا۔ میں نے سب دوستوں میں تجھے اپنا دوست بنایا اور سب بھائیوں میں تو میرا سب سے سچا بھائی ہے، پس اب تو خوش ہو جا، منکر نکیر کے بعداب نہ تیرے اوپر کوئی فکر ہے نہ تجھے کوئی غم۔''

بعد ازاں قرآن اللہ عزوجل کے دربار کی طرف چڑھ جاتا ہے، وہاں اللہ عزوجل سے میت کے لئے پوشاک اور عمدہ بستر کی سفارش کرتا ہے اور جنت کے انوارات

میں سے نور دیئے جانے کی سفارش کرتا ہے، چنانچہ جنت کے نور میں سے ایک روشن قندیل اور جنت کی یاسمین (خوشبوؤں میں سے ایک یاسمین اسے دیئے جانے کا حکم ہوتا ہے۔

پھر آسمان دنیا کے ایک ہزار مقرب فرشتے ان کو اٹھاتے ہیں' قرآن ان کی رہنمائی کرتا ہے اورانہیں لیکر اس میت کے پاس پہنچتا ہے' اس سے کہتا ہے:

''کیا میرے بعد تجھے وحشت تو نہیں ہوئی؟ میں مسلسل اپنے پروردگار کے پاس تھا' یہانتک کہ میں تیرے لیے بستر، نرم پوشاک اور جنت کے نور میں سے ایک نور لیکر آیا ہوں، چنانچہ ملائکہ اس کے پاس داخل ہوتے ہیں' اسے اٹھاتے ہیں، اس کیلئے بہشتی بستر بچھا دیتے ہیں، اس کی پائنتی پر اس کے لیے اوپر اوڑھنے کی چادر رکھ دیتے ہیں اور یاسمین (خوشبو) اس کے سینہ کے پاس رکھ دیتے ہیں، پھر اسے اٹھا کر دائیں کروٹ پر لٹا دیتے ہیں؛ پھر آسمان کی طرف چڑھتے چلے جاتے ہیں۔ وہ میت چت لیٹا انہیں مسلسل دیکھتا رہتا ہے۔ یہانتک کہ وہ آسمان میں داخل ہو جاتے ہیں۔ پھر قرآن اس کی قبر کی تنگی کو دور کر دیتا ہے اور جہاں تک اللہ چاہے قبر اس کے لئے کشادہ ہو جاتی ہے۔''

ابوعبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے معاویہ بن حماد کی کتاب میں یہ بھی پایا کہ:

''قبر اس پر اتنی کشادہ ہو جاتی ہے جتنا کہ چار سو برس کا فاصلہ، پھر وہ یاسمین (خوشبو) جو اس کے سینہ پر رکھی گئی تھی اٹھا کر اس کی ناک میں سونگھائی جاتی ہے، چنانچہ وہ روز قیامت تک اس کی خوشبو اور مہک سونگھتا رہے گا، پھر وہ اپنے گھر والوں کے پاس روزانہ ایک یا دو بار آتا ہے اور ان کے حال احوال معلوم کرتا ہے، ان کیلئے جنت کی دعا کرتا ہے، جب اس کی اولاد میں سے کوئی قرآن سیکھتا ہے تو

وہ اسے خوشخبری دیتا ہے اور اگر اس کی اولاد بدکار ہو تو وہ صبح شام ان کے پاس آتا ہے اور ان پر روتا ہے، اور یہ عمل قیامت تک کرتا رہتا ہے۔"

ابواسماعیل الترمذیؒ فرماتے ہیں کہ:

"میں نے نعیم بن حماد سے سنا فرماتے تھے کہ "یہ جو کچھ بیان کیا گیا یہ سب قرآن کا ثواب اور بدلہ ہے۔"

مسلمہ بن کہیل اور قیام اللیل

ابوبکر بن عیاشؒ، اجلح سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"میں نے مسلمہؒ بن کہیل کو ان کی وفات کے بعد خواب میں دیکھا تو ان سے دریافت کیا' آپ نے کس عمل کو سب سے زیادہ افضل پایا؟ فرمایا "رات کو اٹھ کر تہجد اور قیام کو۔"

محمد بن الحسین فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبدالسلامؒ بن حرب نے اور ان سے خلفؒ بن حوشب نے بیان کیا کہ:

"گویا کہ رات مسلمہؒ بن کہیل ہی کیلئے ہے۔"

سیاحت کسے کہتے ہیں

اسحاق بن سویدؒ فرماتے ہیں کہ:

"سلف صالحین کی نظر میں سیاحت (زمین میں گھومنا پھرنا) دن کے روزہ اور رات کے قیام کا نام تھا۔"

فائدہ

(مقصد یہ ہے کہ ہمارے دور میں تو لفظ سیاحت، سیر وتفریح کیلئے مخصوص ہو گیا

ہے، جبکہ سلف صالحین کی نظر میں سیاحت کا مقصد یہ تھا کہ زمین کے چپہ چپہ پر اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے پیغام کو عام کرنے اور روز و شب کو اس کی اطاعت و عبادت میں گزارنے میں صرف کیا جائے۔ چنانچہ لغت میں لفظِ سیاحت کے یہی معنیٰ لکھے ہیں: (۱) عبادت کیلئے زمین میں سفر کرنا، (۲) مسجد میں رہنا، (۳) روزہ دار۔ (زکریا)

﴿قیام اللیل قیامت میں بندہ کیلئے نور ہوگا﴾

عبداللہ بن ابی الھذیل فرماتے ہیں کہ:

"رات کے درمیانی حصہ میں نماز کیلئے بندہ کا کھڑا ہونا، قیامت کی ہولناکی میں اس کیلئے نور ہوگا اس کے آگے دوڑتا ہوگا۔"

﴿تہجد دنیا کی لذت اور روح ہے﴾

حضرت وہب بن منبہؒ فرماتے ہیں کہ:

"تین چیزیں دنیا کی لذت اور اس کی روح ہیں، بھائیوں کی (۱) ملاقات (مسلمان بھائیوں سے ملنا) (۲) روزہ دار کا افطار۔ (۳) اخیر رات میں تہجد کی نماز۔"

﴿تہجد کے وقت کیا دعا مسنون ہے؟﴾

طاؤسؒ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ارشاد فرمایا:

"نبی اکرم ﷺ جب رات میں تہجد کیلئے بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔"

﴿اَللّٰھُمَّ لَکَ اَشْھَدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِیْھِنَّ ...... اِلٰی لَا اِلٰہَ غَیْرُکَ﴾

ترجمہ ''اے اللہ میں آپ کی وحدانیت کی گواہی دیتا ہوں' آپ آسمانوں اور زمین کے نور ہیں، اور جو کچھ ان کے درمیان ہر چیز میں آپ کا نور ہے، تمام تعریف آپ کیلئے ہے۔ آپ آسمانوں اور زمین کے تھامنے والے ہیں اور جو کچھ ان کے مابین ہے تمام تعریف آپ کی ہے، آپ زمین و آسمان کے بادشاہ ہیں، اور جو کچھ ان کے درمیان ہے، آپ ہی کیلئے تمام تعریف ہے' اے اللہ! میں آپ کے حکم کا تابع ہو گیا، آپ پر ایمان لے آیا، آپ پر ہی میں نے بھروسہ کیا، آپ ہی کی طرف رجوع ہوا، آپ کی عدالت میں ہی اپنا فیصلہ لے آیا، آپ ہی کے فیصلہ پر راضی ہوں، پس میرے اگلے پچھلے خفیہ علانیہ سب گناہوں کو معاف فرما دیجئے، بے شک آپ ہی تقدیم و تاخیر کرنے والے ہیں، آپ ہی معبود ہیں کوئی معبود نہیں آپ کے علاوہ۔'' (بخاری، متفق علیه)

کریب (مولیٰ ابن عباس) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''میں ایک رات اپنی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہما کے ہاں رہا' رات میں، میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے (تہجد کیلئے) اور آپ کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی۔''

﴿اللھم اجعل فی قلبی نورا و فی بصری نورا و عن یمینی نورا و عن یساری نورا و فوقی نورا و امامی نورا و خلفی نورا واعظم لی نورا﴾ (اخرجه، البخاری)

''اے اللہ! میرے قلب میں نور کر دیجئے، میری نگاہ میں نور کر دیجئے، میرے دائیں اور بائیں نور کر دیجئے، میرے اوپر اور میرے آگے نور کر دیجئے، میرے پیچھے نور کر دیجئے، مجھ بڑا نور عطا

فرمایئے۔''

﴿رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض دیگر دعائیں﴾

طلیقؒ بن قیس، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:
''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ تھی۔''

﴿رَبِّ اعنِّی ولا تعن علی وانصرنی ولا تنصر علی واهدنی ویسر الهدیٰ لی......وانصرنی علی من بغی علی . رب اجعلنی لک شاکراً، لک ذاکراً، لک مطواعاً، الیک راغبا، الیک مخبتاً، لک اواهاً منیبا، رب تقبل توبتی ، واغسل ذنوبی، واجب دعوتی، واهد قلبی وثبت حجتی و سدد لسانی واسلل سخیمة قلبی﴾

(اخرجه، ابوداؤد والترمذی)

''اے میرے رب! میری اعانت فرما اور مجھ پر کسی کی اعانت نہ فرما، میری مدد فرما اور میرے اوپر کسی کی مدد نہ فرما، مجھے ہدایت عطا فرما اور ہدایت کی راہ میرے لیے آسان فرما، جو مجھ پر زیادتی کرے اس کے مقابلہ میں میری نصرت فرما، اے میرے پروردگار! مجھے اپنا شکر گزار بندہ بنادے، اپنا ذکر کرنے والا بنادے، اپنا فرماں بردار بنادے، اپنی ذات کی طرف راغب کردے، اپنی ذات عالی سے سکون حاصل کرنے والا بنادے، اپنی طرف بہت متوجہ ہونے والا اور رجوع کرنے والا بنادے، اے میرے پروردگار! میری توبہ کو قبول فرما، میرے گناہوں کو دھودے، میری دعاؤں کو قبول فرما، میرے قلب کو نور ہدایت سے منور فرما، میری حجت قائم فرما، میری زبان کو سیدھا فرما اور میرے دل کی کدورت کو نکال باہر فرما۔''

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دعائیں

میکائیل بن عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب رات میں تہجد کیلئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا مانگا کرتے تھے:

''اے اللہ! تو میرا مقام دیکھ رہا ہے، میری حاجات سے تو واقف ہے، پس آج کی رات میں اپنی جانب سے میری اصلاح فرما، اپنی ذات سے دلیل و حجت لینے والا بنا، میری دعاؤں کو قبول فرما اور مجھے مستجاب الدعوات بنا، بے شک تو نے مجھ پر رحم فرمایا اور میرے گناہوں کو معاف فرمایا۔''

پھر جب نماز سے فارغ ہو جاتے تو یہ فرماتے:

''اے اللہ میں دنیا کی کسی چیز کو دائمی اور ہمیشہ رہنے والا نہیں پاتا' نہ دنیا کے کسی حال کو باقی رہنے والا پاتا ہوں، پس مجھے دنیا میں ایسا بنا دیجئے کہ میں یا تو تیری نعمتوں کا بیان کرتا رہوں یا عقلمندی کے پیش نظر خاموش رہوں، اے اللہ...... میری دنیا کی نعمتوں میں کمی نہ فرما کہ میں تیری یاد سے غافل ہو جاؤں اس لئے کہ وہ چیز جو خواہ مقدار میں کم لیکن ضرورت پوری کرنے والی ہو اس زیادہ سے بہتر ہے جو غفلت میں مبتلا کردے۔''

یزید الرقاشی کی دعائیں

زہیر بن نعیمؒ فرماتے ہیں کہ یزید الرقاشیؒ جب نماز تہجد کیلئے کھڑے ہوتے تو کہا کرتے:

''جہنم سے تیری رحمت کی طرف فرار کی رفتار بہت سست ہے، اے ارحم الراحمین! مجھے اپنی رحمت سے قریب فرما، اے اللہ! تیری جنت

کی طرف میری طلب بہت کمزور ہے اے اکرم المسؤلین میری
کمزوری کو اپنی طاعت سے قوی فرما۔''
اس کے بعد نماز شروع فرماتے تھے۔

خلیفہ عبدیؒ کی دعائیں

ہلال بن دارم بن قیس بن عجیف العراقی فرماتے ہیں کہ خلیفہ عبدی جو بحرین میں ہمارے پڑوسی تھے، جب آنکھیں پرسکون ہو جاتی تھیں (لوگ سو جاتے تھے) تو وہ نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے اور فرماتے:

''اے اللہ! میں آپ کے روبرو کھڑا ہوں، آپ کے خزانہ میں جتنی
بھی خیرات اور نیکیاں ہیں مجھے ان کی تلاش اور جستجو ہے۔''

بعد ازاں اپنی عبادت کی مخصوص جگہ میں کھڑے ہو جاتے اور فجر کے وقت تک تہجد میں مشغول رہتے تھے۔ اسی طرح ایک بوڑھی خاتون نے جوان کے گھر میں رہتی تھیں مجھ سے بیان کیا کہ میں انہیں سحر کے وقت یہ دعا مانگتے سنا کرتی تھی:

''مجھے اپنی ذاتِ عالی کی طرف رجوع کی توفیق عطا فرما، اپنی ذات
کا دھیان اور تعلق نصیب فرما، اپنی مخلوق میں مجھے اپنی اطاعت کے
ساتھ بہرہ ور فرما، اپنی خدمت (اطاعت) کے ساتھ اپنے حضور
میں حاضری کی سعادت سے سرفراز فرما، جن سے سوال کیا جاتا ہے
اور مانگا جاتا ہے تو ان سب سے بہتر ہے، جتنے بھی معبود ہیں ان
میں تو ہی سب سے بلند و برتر ہے، سب سے زیادہ تیرا شکر کیا جاتا
ہے اور تو ہی سب سے زیادہ تعریف کیا گیا ہے۔''

ہلال بن دارم بن قیسؒ فرماتے ہیں کہ، مجھ سے ایک بوڑھی خاتون نے جو ایک مشترک گھر میں خلیفہ العبدیؒ کے ساتھ رہتی تھیں بیان کیا کہ جب وہ سحر کے وقت دعا مانگتے تو فرماتے:

''مردانِ جفاکش و وفا سرشت تیرے سامنے کھڑے ہیں، میں بھی

انہی کے ساتھ تیری بارگاہ میں دست بستہ حاضر ہوں، ہم سب تیرے حضور تیرے جودوکرم، لطف وسخا کے طالب ہوکر کھڑے ہیں، کتنے ہی بڑے بڑے مجرم ہیں جن کی خطا کاریوں سے تو نے درگزر کیا، اور کتنے ہی اپنے گناہوں کی بندش وکرب میں مبتلا ہیں جن کے کرب وابتلاء کوتو نے رحمت وکشادگی سے بدل دیا' کتنے ہی مصائب کے ستم رسیدہ ہیں جن کے مصائب ومشکلات کی گرہوں کو تو نے کھول دیا۔"

تیری عزت کی قسم!

تو ہمیں اپنی نافرمانیوں والی راہ پر نہ چلا، جس راہ کو ہم چھوڑ چکے ہوں، ہر خیر کا سرچشمہ تیری ذات ہے، ہر مصیبت میں تو ہی ہماری امیدوں کا مرکز ہے۔

عجردۃ عمیّہ کی دعا

رجاء بن مسلم العبدیؒ فرماتے ہیں کہ:

"ہم عجردۃ عمیّہ کے ساتھ ایک گھر میں تھے' وہ پوری رات کو نماز سے زندہ رکھتی تھیں' جبکہ بعض اوقات ابتدائی رات سے سحر تک کھڑی رہتیں تھیں، جب سحر کا وقت ہو جاتا تو بڑی غمزدہ اور کربناک آواز سے یہ کہتیں:

"عبادت گزاروں نے تیری رضا کی طلب میں راتوں کی تاریکیاں سحر کی روشنیوں میں تبدیل کیں، وہ سحر کے ملگجے اندھیروں میں تیری رحمت کے شوق اور تیرے فضل ومغفرت کی امید میں مسابقت کرتے رہے، پس اے میرے معبود فقط تجھ سے نہ کہ کسی دوسرے سے میں سوال کرتی ہوں کہ مجھے اپنی طرف سبقت کرنے والے مقرب بندوں کے زمرہ میں سرِ فہرست فرما، تو مجھے مقربین کے درجہ میں بلند فرما اور مجھے اپنے نیک بندوں کے ساتھ شامل فرما۔ بے

شک تو سب سخیوں سے بڑھ کر سخی ہے، سب مہربانوں سے بڑا
مہربان ہے، سب عظمت والوں سے زیادہ عظمت والا ہے، اے
کریم!ؔ"

راوی فرماتے ہیں کہ اس کے بعد وہ سجدہ میں گر جاتیں اور...... مسلسل گریہ وزاری اور دعا میں مشغول رہتی تھیں یہاںتک کہ فجر طلوع ہو جاتی تھی اور ان کا یہ معمول تیس سال سے تھا۔

﴿ایک جامع دعا﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رسول اکرم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ رات میں وتر سے فراغت کے بعد بیٹھ جاتے تھے اور مذکورہ ذیل دعائیں مانگا کرتے تھے:

﴿اللهم انی أسألک رحمة تهدی بها قلبی، و تجمع بها أمری، و تلم بها شعثی، و تردبها ألفتی، و تحفظ بها غائبی و ترفع بها شاهدی و تزكی بها عملی، و تبيض بها وجهی، و تلهمنی بها رشدی، و تعصمنی بها من كل سوء. اللهم انی أسألک أيماناً صادقاً، و يقيناً ليس بعده كفر، و رحمة أنال بها شرف كرامتک فی الدنيا و الآخرة. اللهم انی أسألک الفوز عند القضاء، و منازل الشهداء، و عيش السعداء، و النصر على الأعداء، و مرافقة الأنبياء. اللهم انی أسألک و ان قصر عملی و ضعف رأئی وافتقرت الی رحمتک، و انّی أسألک يا قاضی الأمور و شافی الصدور كما تجير بين البحور أن تجيرنی من عذاب السعير، و من دعوة الثبور، و من فتنة القبور. اللهم و ما قصر عنه عملی و لم تبلغه

مسألتی من خیر وعدتهٔ أحداً من عبادک و من خیر أنت معطیه أحداً من خلقک فانی أسألک و أرغب الیک فیه برحمتک یا رب العالمین. اللهم اجعلنا هداة مهدیین غیر ضالین ولا مضلین حرباً لأعدائک سلما لأولیائک نحب بحبک الناس و نعادی بعد اوتک من خالفک.
اللهم ذا الأمر الرشید و الحبل الشدید أسألک الأمن یوم الوعید و الجنة یوم الخلود مع المقربین الشهود الرکع السجود الموفین بالعهود انک رحیم و دود و انت تفعل ما ترید. اللهم ربی و الهی هذا الدعا و علیک الاستجابة، وهذا الجهد و علیک التکلان و لاحول ولاقوة الا باللّٰه. اللهم اجعل لی نوراً فی قبری، و نوراً فی بصری، و نوراً فی شعری و نوراً فی بشری، و نوراً عن شمالی، و نوراً من فوقی و نوراً من تحتی.
اللهم زدنی نوراً و أعطنی نوراً قال: ثم یرفع صوته: سبحان الذی لبس العز و قال به، سبحان الذی تعطف بالمجد و تکرم به، سبحان الذی لا ینبغی التسبیح الاله، سبحان الذی أحصی کل شئ بعلمه، سبحان ذی الطول و الفضل، سبحان ذی المن و النعم، سبحان ذی القدرة و التکرم﴾

''اے اللہ! میں آپ سے ایسی خاص رحمت کا طلبگار ہوں جو میرے قلب کی ہدایت کا ذریعہ بن جائے، میرے کاموں کی جمعیت اور اطمینان خاطر کا ذریعہ بن جائے، جو میری ابتر حالت کی بہتری اور تربیت کا سبب بن جائے اور جس کے ذریعہ آپ میری دین کیلئے

الفت و محبت کو لوٹا دیں، جس کے ذریعے سے آپ میری غائب چیزوں کی حفاظت فرمائیں، میری حاضر چیزوں کو رفعت و بلندی عطا فرمائیں، میرے اعمال کا تزکیہ فرمائیں، میرے چہرہ کو پاکیزگی اور نورانیت عطا فرمائیں، میرے قلب میں اس کے ذریعہ رُشد و ہدایت ڈال دیں اور اس کے ذریعہ ہر برائی سے میری حفاظت فرمائیں۔"

اے اللہ! میں آپ سے سچے ایمان کا سوال کرتا ہوں' اور ایسے یقین کا سوال کرتا ہوں جس کے بعد کفر نہ ہو اور ایسی رحمت کا سوال کرتا ہوں جس کے ذریعہ میں دنیا و آخرت کی عزت و شرف اور آپ کا کرم حاصل کرسکوں۔

"اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں فیصلہ کے وقت کامیابی کا' شہداء کے رتبہ کا' سعادت مندوں جیسی زندگی کا، دشمنوں پر مدد کا، جنت میں انبیاء علیہم السلام کی رفاقت و معیت کا"۔

"اے اللہ! اگرچہ میرا عمل کوتاہ اور رائے کمزور ہے لیکن میں آپ کی رحمت کا محتاج ہوں اور آپ سے اس کا سوال کرتا ہوں۔ اے تمام امور کی تکمیل فرمانے والے رب اور اے سینوں کو شفا بخشنے والے پروردگار! میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جس طرح آپ نے دریاؤں کے درمیان فاصلہ رکھا ہے اسی طرح مجھے دوزخ کے عذاب سے فاصلہ پر رکھئے' اور مجھے واویلا کرنے اور قبروں کے فتنہ سے دور رکھیئے۔"

"اے اللہ! جس خیر اور بھلائی سے میرا عمل قاصر رہ گیا ہو اور اس تک میرا سوال نہ پہنچا ہو اور تو نے اس بھلائی کا اپنی مخلوق میں سے کسی سے وعدہ کیا ہو اور جس خیر کو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو عطا کیا ہو تو میں بھی تجھ سے اس کا سوال کرتا ہوں اور میں تجھ سے اس

کی خواہش و رغبت کرتا ہوں، اے رب العالمین اپنی رحمت سے (مجھے وہ عطا فرمادے)۔''

''اے اللہ! ہمیں ہدایت یافتہ رہنما بنا دیجئے کہ نہ خود بے راہ ہوں نہ دوسروں کو گمراہ کریں، تیرے دشمنوں کے دشمن ہوں، تیرے دوستوں کے دوست ہوں، تیری لوگوں سے محبت کی وجہ سے ہم بھی انہیں محبوب رکھیں اور تیری ان سے دشمنی کی وجہ سے ہم بھی ان سے عداوت ومخالفت کریں۔''

''اے اللہ! اے درست حکم والے' اے مضبوط رسی والے! میں تجھ سے خوف و وعید کے دن امن کا سوال کرتا ہوں اور ہمیشگی والے دن میں جنت کا سوال کرتا ہوں تیرے مقرب بندوں کے ساتھ جو حاضر باش ہوں، رکوع وسجود کرنے والے ہوں، عہد اور معاہدوں کو پورا کرنے والے ہوں، بے شک تو بڑا مہربان اور کرم فرمانے والا ہے، بے شک تو جو چاہے وہ کرتا ہے۔''

''اے میرے اللہ! اے میرے رب اور معبود! یہ دعا ہے اور آپ کے ذمہ ہے قبول کرنا اور یہ (میری) محنت ہے اور آپ پر بھروسہ ہے، کوئی قوت وطاقت نہیں سوائے اللہ کے۔''

''اے اللہ! میری قبر کو منور فرما، میری بصارت میں نور فرما، میرے بالوں میں نور فرما، میرے جسم میں نور فرما، میرے گوشت میں نور فرما، میرے خون میں نور جاری کر دے، میری ہڈیوں میں نور کر دے، میرے آگے نور کر دے میرے پیچھے نور کر دے، میرے دائیں نور کر دے میرے بائیں نور کر دے، میرے اوپر نور کر دے اور میرے نیچے نور کر دے، اے اللہ! میرے نور کو بڑھا دیجئے اور مجھے نور کامل عطا فرما دیجئے۔''

راوی فرماتے ہیں: بعدازاں آپ ﷺ بلند آواز سے یہ کلمات کہتے:

''پاک ہے وہ ذات جس نے لباسِ عزت پہنا...... پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی بزرگی و کرامت سے بندوں پر نرمی کی اور اس سے مکرم ہوا، پاک ہے وہ ذات کہ تسبیح فقط اسی کی ذات کیلئے زیبا ہے، پاک ہے وہ ذات جس کے علم نے ہر چیز کو شمار کر رکھا ہے، پاک ہے انعام و کرم والی ذات، پاک ہے نعمت و احسان والی ذات، پاک ہے قدرت و مشرف والی ذات۔''

محارب بن اثار کی دعا

عنبہ بن الازہرؒ فرماتے ہیں کہ:

''محارب بن اثارؒ جو کوفہ کے قاضی تھے میرے پڑوس میں رہتے تھے، بعض اوقات رات میں جب وہ بلند آواز سے دعا مانگتے تو میں سنا کرتا تھا وہ فرماتے تھے۔''

''میں وہ چھوٹا ہوں جس کی تو نے مدد واعانت کی' پس تمام تعریف تیرے لئے ہے' میں وہ کمزور ہوں جسے تو نے قوی کر دیا پس تو ہی تعریف کے قابل ہے، میں وہ فقیر ہوں جسے تو نے غنی کر دیا، پس ہر قسم کی تعریف کا تو ہی مستحق ہے، میں وہ اجنبی اور تنہا ہوں جس کی بے کسی و تنہائی کو تو نے دور کر دیا، تعریف تیری ہی ہے، میں وہ بھوکا ہوں جسے تو نے سیراب کر دیا، پس تو ہی قابل تعریف ہے، میں وہ برہنہ ہوں جسے تو نے جامہ زیب کر دیا، تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں۔ میں وہ مسافر ہوں جس کا ہم راہی تو ہے، تیری ہی تعریف ہے، میں وہ منگتا ہوں جس کی مانگ تو نے دی تو ہی قابلِ تعریف ہے، میں وہ غائب اور راہ گم کردہ ہوں جسے تو نے لوٹایا، تعریف

تیری ہی ہے، میں وہ پیادہ پا ہوں جسے تو نے پا بہ رکاب کیا، تو ہی قابل تعریف ہے، میں وہ بیمار ہوں جسے تو نے شفایاب کیا، تعریف کے قابل فقط تیری ہی ذات ہے، میں وہ بھکاری ہوں جسے تو نے مالا مال کیا، قابل تعریف فقط تیری ہستی ہے، میں وہ دعا گو ہوں جس کی دعاؤں کو تو نے شرفِ قبول بخشا، تمام تعریفیں تیرے ہی لئے ہیں۔ اے میرے پروردگار! تیرے ہی لئے تمام تعریفیں ہیں، تیری تعریف پر تعریف ہے۔"

﴿ساری رات ایک ہی آیت کو دہرانا﴾

یحیٰ بن سعیدؒ حضرت قدامہؒ جو تبع تابعین میں سے ہیں سے روایت فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

"ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رات میں ہمارے درمیان قیام فرمایا، پس آپ پوری رات ایک ہی آیت مبارکہ دہراتے رہے۔"

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ﴾ (المائدہ)

"اگر تو انہیں عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دے......"

﴿حضرت تمیم داریؓ کے قیام اللیل کا احوال﴾

حضرت مسروقؒ (مشہور تابعی) فرماتے ہیں کہ مجھ سے مکہ والوں میں سے ایک شخص نے (تمیم داریؓ کے مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) کہا:

"یہ تمہارے بھائی تمیم الداریؓ کی جگہ ہے، میں نے انہیں ایک رات دیکھا کہ صبح ہوگئی یا صبح کا وقت قریب ہوگیا مگر وہ ساری رات یہ ایک آیت پڑھ کر رکوع سجدہ کرتے رہے اور روتے رہے۔"

﴿اَمۡ حَسِبَ الَّذِیۡنَ اجۡتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ﴾ (الجاثیہ: ۲۱)

''کیا گمان کر رکھا ہے ان لوگوں نے جنہوں نے کمائی ہیں برائیاں کہ ہم انہیں ان لوگوں کے برابر کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے، برابر ہے ان کا جینا اور ان کا مرنا، برا ہے وہ جو فیصلہ کرتے ہیں۔''

صفوانؒ بن سلیم فرماتے ہیں کہ:

حضرت تمیم داریؓ عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں کھڑے ہوئے اور یہ آیت تلاوت کرتے رہے۔

﴿وَ هُمۡ فِیۡهَا کَالِحُوۡنَ﴾ (المومنون: ۱۰۲)

(اسی حالت میں فجر کی اذان ہوگئی) فجر کی اذان سن کر وہ باہر نکلے۔

﴿ھارونؒ بن رقاب کے احوال تہجد﴾

عمرو بن خالد الخزاعیؒ فرماتے ہیں کہ:

''ہارون بن رقاب الاسیدیؒ رات میں تہجد کیلئے کھڑے ہوتے تو ایک آیت مبارکہ پڑھ کر مسلسل اسے دہراتے رہتے تھے یہانتک کہ صبح ہو جاتی تھی، یا رات کا اکثر حصہ گزر جاتا تھا اور جب وہ تہجد کیلئے کھڑے ہوتے تو بڑے سرور اور خوشی کے ساتھ کھڑے ہوتے تھے۔''

﴿سعید بن جبیرؒ کا خوفِ آخرت﴾

حضرت یحیٰی بن عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ کو (جو مشہور تابعی ہیں، حجاج بن یوسف ثقفی ظالم الامہ نے ان کو ظلماً شہید کر دیا تھا) ایک بار نماز میں یہ آیتِ کریمہ بار بار

دہراتے سنا حتیٰ کہ صبح ہوگئی:

﴿وَ امۡتَازُ وا الۡیَوۡمَ اَیُّهَا الۡمُجۡرِمُوۡنَ﴾ (سورۃ یٰسین)

''آج کے دن اے مجرمو! الگ ہو جاؤ۔''

﴿حسن بصریؒ کی تہجد کا حال﴾

محمد بن اسماعیلؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے بنو قیس کے ایک شخص جس کی کنیت ابو عبداللہ تھی نے بیان کیا کہ ''ہم نے ایک رات حسن بصریؒ کے ساتھ گزاری رات میں حسن بصریؒ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنی شروع کر دی، نماز میں مسلسل اس آیت کو دہراتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی:

﴿وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا﴾ (النحل: ۱۸)

''اگر تم شمار کرو اللہ کی نعمتوں کو تو ساری نہ شمار کر سکو۔''

جب صبح ہوگئی تو ہم نے ان سے عرض کیا: اے ابو سعید! (حسن بصریؒ کی کنیت ہے) کیا بات ہے آپ ساری رات اسی آیت کو پڑھتے رہے اس سے آگے نہ بڑھے؟

فرمایا: اس میں بڑی عبرت ہے' کیونکہ نہ ایک قدم اوپر اٹھتا ہے اور نہ واپس آتا ہے مگر مجھ پر اللہ کی ایک نعمت واقع ہو جاتی ہے' جبکہ اللہ تعالیٰ کی اکثر نعمتوں کا ہمیں علم ہی نہیں ہے''۔

﴿حسین بن حیؒ کا احوالِ قیام﴾

احمد بن ابی الحواری ابو سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''میں نے حسن بن حیؒ سے زیادہ کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا کہ جس کے چہرہ پر غم اور خشوع اتنا نمایاں اور ظاہر ہو۔ ایک رات وہ تہجد کی نماز میں کھڑے ہوئے تو صبح ہوگئی اور وہ ''عَمَّ یَتَسَآءَ لُوۡنَ'' کو دہراتے رہے اور اتنا دہرایا کہ مارے خوف کے ان پر غشی طاری ہوگئی۔ پھر ہوش آیا تو دوبارہ ایسا ہی کیا، پھر غشی طاری ہوگئی پھر دوبارہ ہوش

آنے کے بعد اسی آیت کو دہراتے رہے یہانتک کہ فجر ہوگئی مگر اس سورت کو ختم نہ کر پائے۔

﴿عمر بھر ساری رات تہجد میں مشغول رہنے والوں کا بیان﴾

حضرت عطاء بن السائبؒ فرماتے ہیں کہ:

''عبدۃ بن ہلال الثقفیؒ نے قسم کھائی تھی کہ! اللہ کی قسم! مجھ پر لازم ہے کہ کوئی رات مجھے نیند میں نہیں دیکھے اور نہ سورج مجھے کھاتا دیکھے۔''

(یعنی ساری عمر رات بھر قیام میں مشغول رہوں گا اور دن بھر روزہ رکھا کروں گا) عمرؓ نے انہیں قسم دی کہ عیدین کے ایام میں افطار کریں گے۔

فائدہ:

ان کی قسم کا مقصد بھی یہی تھا کہ جن ایام کے روزے ممنوع ہیں ان کے علاوہ ساری عمر کے روزہ رکھا کروں گا، لیکن قسم کے ظاہر الفاظ سے یہ معلوم ہو رہا تھا کہ ایام ممنوعہ بھی اس میں شامل ہوں گے تو کسی غلط فہمی سے وضاحت کیلئے عمرؓ نے عیدین کے ایام کی قسم دی۔

علاوہ ازیں ان احادیث وروایات کے لانے کا بنیادی مقصد تہجد، قیام اللیل اور شب کی تنہائیوں کو مناجات وگریہ وزاری سے آباد کرنے کی فضیلت اور ایسے بندوں کے بلند مراتب کا بیان ہے۔ لیکن یہ واضح رہنا ضروری ہے کہ ان کا مقصد نہ یہ ہے کہ ایسا کرنا ہر شخص کیلئے ہر حالت میں فرض ولازم ہے اور نہ ہی یہ ہے کہ انسان ساری زندگی رات کو نہ سونے اور دن کو نہ کھانے کا معمول بنالے' شریعت اسلامیہ نہایت معتدل اور انسانی جبلت اور مزاج کے مطابق احکامات لاگو کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تہجد کی نماز کی اتنی زبردست اہمیت، فضیلت اور اجر وثواب کے باوجود نہ اسے فرض قرار دیا گیا، نہ واجب نہ سنت موکدہ

بلکہ محض نفل قرار دیا گیا البتہ نوافل میں سب سے افضل عبادت قرار دیا گیا۔ لہٰذا اگر کسی بزرگؒ اور اہل اللہ کے حالات میں یہ معلوم ہو کہ وہ ساری عمر روزہ رکھتے تھے یا ساری رات تہجد میں کھڑے رہتے تھے تو اس سے استدلال کرتے ہوئے ہر ایک پر اس کو لازم سمجھنا جائز نہیں بلکہ ان واقعات واحوال کا مقصد ان بزرگان امت کے بلند مراتب سے امت کو آگاہ کرنا ہوتا ہے، لہٰذا ان واقعات کو اسی تناظر میں پڑھنا اور سمجھنا ضروری ہے۔

(واللہ اعلم۔ زکریا)

﴿عامر بن عبد قیس کے قیام اللیل کا احوال﴾

حضرت سعید بن میمونؒ فرماتے ہیں کہ:

''عامر بن عبد قیسؒ کی اہلیہ سے پوچھا گیا کہ ان کی عبادت کا کیا انداز تھا؟ کہنے لگیں کہ: میں نے ان کیلئے جو کھانا بھی دن میں بنایا' کبھی بھی ایسا نہیں ہوا کہ انہوں نے دن میں کھایا ہو' فقط رات میں ہی کھایا (افطار کے وقت) اور رات کے وقت میں نے ان کیلئے جب بھی بستر بچھایا تو کبھی انہوں نے رات اس پر نہیں گزاری بلکہ صرف دن میں ہی اس پر آرام کیا۔ (گویا ساری عمر رات بھر قیام میں اور دن بھر روزہ میں گزارا کرتے تھے۔''

﴿جنت کا طلبگار سوتا نہیں﴾

محمد بن فضیل بن غزوان فرماتے ہیں کہ میرے والد نے مجھ سے بیان کیا کہ:

''عامر بن عبد قیسؒ فرمایا کرتے تھے کہ:

''میں نے جنت جیسی نعمت کے طلبگار کو سوتے نہیں دیکھا اور جہنم جیسی مصیبت سے نجات کے طلبگار کو سوتے نہیں دیکھا۔''

چنانچہ جب رات آتی تو فرماتے کیا آج جہنم کی گرمی ختم ہوگئی؟ پس صبح تک

سوتے نہ تھے، پھر جب دن نکلتا تو یہی فرماتے کہ کیا آج جہنم کی گرمی ختم ہوگئی؟ چنانچہ پھر شام تک نہ سوتے۔ پھر جب رات آتی تو فرماتے جوکوئی پیچھے رہ گیا تو صبح ہونے کے بعد محنت کرلے کہ تنہائی کی عبادت لوگوں کیلئے قابل تعریف ہے۔

عامرؒ بن عبد قیس کا خوفِ آخرت

علاء بن سالمؒ جو اہل خیر بزرگوں میں سے تھے بیان کرتے ہیں کہ ان سے ایک صاحب نے بیان کیا:

''میں چار ماہ عامرؒ بن عبد قیس کے ساتھ رہا، ان سے جدا ہونے تک میں نے انہیں نہ رات میں سوتے دیکھا نہ دن میں، ان کے پاس دو روٹیاں ہوا کرتی تھیں جن پر وہ تھوڑا سا بغیر ہڈی کے گوشت کا ٹکڑا ڈال دیتے تھے۔ ایک روٹی سے افطار کیا کرتے تھے اور ایک سے سحری کیا کرتے ۔ جب رات آتی تو صبح تک نماز میں مشغول رہتے، دن نکلتا تو ہمیں قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے یہاں تک کہ (نماز ظہر) کا وقت ہو جاتا تھا، اس کے بعد ہم تو کھڑے ہو کر چل دیتے تھے لیکن وہ عصر تک نماز میں مشغول رہا کرتے تھے، بعد ازاں پھر ہمیں قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے رات تک۔ جب رات آتی تو صبح تک نماز میں مشغول رہا کرتے تھے۔ چار ماہ تک (جبتک میں ان کے ہمراہ رہا) ان کا یہی معمول تھا۔ میں نے انہیں رات یا دن کسی میں سوتا ہوا نہیں دیکھا۔''

جہنم کے خوف سے عامرؒ کا حال

مالک بن دینارؒ (جو خود بڑے معروف اولیاء اللہ میں سے ہیں) فرماتے ہیں کہ:
(عامرؒ بن عبد قیس نے ایک بار کسی مسافر خانہ میں قیام کیا) مسافر خانہ کی مالک

خاتون نے عامرؒ بن عبد قیس سے کہا' کیا بات ہے میں دوسرے لوگوں کو دیکھتی ہوں کہ خوب سوتے ہیں لیکن تمہیں سوتا ہوا نہیں دیکھتی؟ فرمانے لگے کہ ''جہنم کی یاد نے مجھے سونے کے قابل نہ چھوڑا''۔

ربیع بن خثیمؒ کا خوفِ آخرت

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''ربیع بن خثیم رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی نے ان سے کہا: ابا جان! میں لوگوں کو تو دیکھی ہوں خوب سوتے ہیں لیکن آپ کو میں نے (رات میں) سوتا ہوا نہیں دیکھا؟ کیا بات ہے؟ فرمایا: تمہارے باپ کو شب خون کے خوف نے نیند سے محروم کر دیا'' (رات میں کہیں اللہ کی پکڑ و عذاب نہ آجائے)۔

اللہ کے نیک بندوں کا وصفِ خاص

ہشام صاحب الدستوائی (مشہور محدث ہیں) فرماتے ہیں کہ:

''اللہ عزوجل کے بہت سے بندے ایسے ہیں جنہیں اس خوف سے نیند نہیں آتی کہ کہیں نیند کی حالت میں ہی انہیں موت نہ آجائے (اور وہ غفلت کے عالم میں خدا کے حضور حاضر ہو جائیں)۔''

شب بیداری کی رغبت

ابو عثمانؒ فرماتے ہیں کہ: ''مجھے معلوم نہیں کہ یہ بات کس نے کہی' فرمایا کہ:

''میں ایسے لوگوں سے ملا ہوں جو اللہ عزوجل سے رات کی اس تاریکی میں ڈرتے ہیں زیادہ دیر لیٹنے اور سونے سے۔''

ضحاکؒ (تابعی ہیں) فرماتے ہیں کہ:

''میں ایسے افراد سے ملا ہوں جو رات کو زیادہ دیر سونے اور لیٹنے سے اللہ عزوجل سے ڈرتے تھے۔''

﴿حسن بن صالحؒ کا خوفِ آخرت﴾

زید بن الحباب اور عبدالقدوسؒ بن بکر بن حنیس دونوں فرماتے ہیں کہ حسن بن صالح رحمتہ اللہ فرمایا کرتے تھے:

''مجھے اللہ عزوجل سے حیا آتی ہے اس بات سے کہ میں بتکلف سوتا رہوں اور نیند کا اتنا مجھ پر غلبہ ہو جائے کہ وہ مجھے چت کر دے۔''

﴿مالک بن دینار رحمتہ اللہ کا خوفِ آخرت﴾

جعفرؒ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے مالک رحمتہ اللہ علیہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''اگر میرے بس میں ہوتا کہ سوؤں نہیں تو میں کبھی نہ سوتا اس ڈر سے کہ کہیں خدا کا عذاب نازل ہو جائے اور میں غفلت کی نیند میں ہوں۔''

﴿یہ کس چیز کا خوف ہے؟﴾

علاء بن عبدالجبار فرماتے ہیں کہ اسلم بن عبدالملک نے جو عجیب حالات رکھتے تھے۔ بتلایا کہ:

''میں ایک صاحب کی صحبت میں دو ماہ رہا' میں نے انہیں نہ رات میں سوتا ہوا دیکھا نہ دن میں' بالآخر میں نے ان سے پوچھ ہی لیا کہ میں آپ کو دیکھتا ہوں کہ آپ سوتے نہیں' کیا وجہ ہے؟ فرمایا: قرآن

کے عجائبات نے میری نیند اڑا دی ہے' میں قرآن کے ایک عجوبہ سے نہیں نکلتا کہ ایک دوسرا عجوبہ سامنے آجاتا ہے (اور میں قرآن کے ان عجائبات میں کھو کر نیند سے غافل ہو جاتا ہوں)۔"

شداد بن اوس کا خوفِ جہنم

اسد بن وداعۃ فرماتے ہیں کہ:

"شداد بن اوس رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے بستر پر تشریف لے جاتے تو یوں محسوس ہوتا کہ ان کا پہلو گویا تندور پر ہے (مضطرب اور بے چین ہو کر کروٹیں بدلتے رہتے) اور فرماتے: "اے اللہ! جہنم کے خوف نے مجھے سونے کے قابل نہ چھوڑا" یہ کہہ کر مصلّٰی پر کھڑے ہو جاتے اور نماز میں مشغول ہو جاتے۔"

ابو عبدالرحمٰن العجلیؒ فرماتے ہیں کہ:

"انہوں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ مقام ابراہیم کے پیچھے نماز پڑھ رہا تھا' اس نے قرآن شروع کیا اور مسلسل پڑھتا رہا یہانتک کہ (نصف) قرآن تک پہنچ گیا۔ اسی دوران اذانِ اول (تہجد کی اذان) ہو گئی تو وہ بیٹھ گیا اور سلام پھیر دیا۔ بعدازاں پھر کھڑا ہوا اور ایک رکعت مزید پڑھی۔ میرا خیال ہے کہ وہ وتر کی تیسری رکعت تھی۔ اس کا خیال تھا اس جگہ اس کو کوئی بھی نہیں سن رہا تھا' جہاں زمزم کا چشمہ ہے وہاں ہر آنے والے اور داخل ہونے والے کو غصہ سے دیکھتا رہا پھر اپنی جگہ سے اٹھ کر چلا گیا اور لوگوں میں گھل مل گیا۔"

نفس کو بہلا کر عبادت میں لگانا

ابو سعید موسیٰ بن ہلال العبدیؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے عثمانؒ نے بیان کیا کہ:

''ایک شخص بیت المقدس میں آیا اور اپنی چادر مسجد کے ایک کونے میں پھیلائی اور رات دن وہیں ڈیرہ ڈال لیا، اس کا کھانا اس کی چادر کے پیچھے ہوتا تھا جو اس نے پھیلائی ہوتی تھی، وہ رات بھر کھڑا نماز پڑھتا رہتا، جب فجر کا وقت ہو جاتا تو ایسی بلند آواز سے صبح کے وقت پکارتا کہ سب بے خبر سونے والوں تک پہنچ جاتی تھی۔ اس سے کہا گیا کہ: تم اپنی جان کے ساتھ نرمی کیوں نہیں کرتے؟ کہنے لگا: یہ میری اپنی جان ہے، اس کو چھوڑ دو تا کہ یہ (دنیا کے دھندوں) سے نکل جائے۔''

بعض عبادت گزاروں کی نصیحت

محمد بن الحسینؒ فرماتے ہیں کہ:

''ایک جہاد کے سفر میں ہم کو ایک بزرگ کی صحبت میسر آئی، جب رات آتی تو خواہ وہ سواری کی پشت پر ہوتے یا زمین پر (مشغول عبادت ہو جاتے) جب دیکھتے کہ فجر کے وقت کی روشنی خوب پھیل گئی ہے تو پکار کر کہتے: ''اے میرے بھائیو! جب پانی کے چشمہ پر (حوض کوثر پر) لوگ پہنچیں گے تو سب سیراب ہونے کی جلدی میں خوش ہو جائیں گے اور وہاں سب غم مٹ جائیں گے۔''

زمعہؒ کی تہجد کا احوال

قاسم بن راشد الشیبانیؒ فرماتے ہیں کہ:

''زمعہؒ نے وادی محصب میں ہمارے پاس قیام کیا، وہ اپنے گھر والوں اور بیٹیوں کے ہمراہ تھے، رات میں وہ نماز (تہجد) کیلئے کھڑے ہوئے تو دیر تک نماز پڑھتے رہے جب سحر کا وقت قریب ہوا تو کسی پکارنے والے نے بلند آواز سے پکارا: اے خوابیدہ سوارو!

کیا ساری رات اسی طرح پڑے سوتے رہو گے؟ یہ آواز سن کر لوگ اٹھ کھڑے ہوئے اور لپک لپک کر جانے لگے (نماز کی تیاری کیلئے) چنانچہ (کچھ ہی دیر میں یہ صورتحال تھی کہ) یہاں سے کسی گریہ وزاری کرنے والے کی آہ و بکا سنائی دے رہی تھی اور وہاں سے کسی دعا میں مشغول شخص کی دعاؤں کی آواز سنائی دیتی تھی، ادھر سے کسی تلاوت کرنے والے کی صدائے تلاوت گونجتی تھی اور ادھر کسی وضو کرنے والے کے وضو کی سرسراہٹ تھی، پھر جب فجر طلوع ہوگئی تو صبح کے وقت بلند آواز سے پکار کر کہا گیا:۔''

''تنہائی اور خلوت میں کی جانے والی عبادت لوگوں کیلئے قابل تعریف ہے۔''

مسروقؒ تابعی کا قیام

ابو اسحاقؒ فرماتے ہیں کہ:

''مسروقؒ نے حج کیا تو پورے حج کے دوران سوئے نہیں، مگر سجدہ کی حالت میں (یعنی سجدہ کے درمیان کچھ اونگھ آگئی تو آگئی ورنہ پوری پوری رات کھڑے رہتے تھے)۔''

حضرت سعید بن جبیر رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسروقؒ کا قول ہے:

''ہم دنیا کی کسی چیز پر نہیں لپکتے سوائے نماز کے سجدوں کے۔''

خلفؒ بن حوشب کا قیام اللیل

عبد السلام بن حربؒ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے خلف بن حوشب رحمتہ اللہ علیہ سے زیادہ شب بیداری پر پابندی کرنے والا اور اس پر ثابت قدم رہنے والا کوئی نہیں پایا، میں

نے ان کے ساتھ کوفہ سے مکہ مکرمہ تک سفر کیا کوفہ واپس لوٹنے تک
میں نے انہیں رات میں سوتے ہوئے نہیں دیکھا۔‘‘

سالم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کا حال

محمد بن ابی سارۃؒ فرماتے ہیں کہ:

’’میں نے سالم بن عبداللہ کو دیکھا کہ وہ حج کیلئے تشریف لائے،
عشاء کی نماز پڑھی، اس کے بعد مسجد الحرام کے باب بنی سہم سے
متصل ایک گوشہ کی طرف بڑھے اور نماز شروع کردی، پھر طلوع فجر
تک مسلسل دائیں بائیں رخ کرتے رہے (یعنی بار بار سلام پھیر کر
اگلی رکعات میں مشغول ہو جاتے) پھر اس کے بعد اپنی چادر اپنے
اوپر ڈال کر بیٹھ گئے۔‘‘

عبداللہ بن حنظلہ کا قیام

عبدالعزیز بن عبداللہ الاویسیؒ فرماتے ہیں کہ ہم نے داؤد الخشابؒ کو عبداللہ بن
حنظلہ کے ایک غلام جس کا نام سعد تھا تذکرہ کرتے سنا۔ انہوں نے کہا کہ غلام نے بیان کیا:

’’عبداللہ بن حنظلہؒ کا کوئی بستر نہیں تھا کہ اس پر سویا کرتے، وہ اپنے
نفس پر بے انتہا مشقت ڈالا کرتے تھے، جب نماز سے کچھ تھکاوٹ
محسوس کرتے تو اپنی چادر اور بازو کو تکیہ بنا کر کچھ دیر کیلئے آرام کرلیا
کرتے تھے۔‘‘

ابوزینبؒ کا قیام

عبداللہ بن ابی زینبؒ فرماتے ہیں کہ مجھے میری والدہ نے بتلایا:

’’بیٹا! تمہارے باپ نے میرے گھر میں چالیس برس تک تکیہ نہیں

استعمال کیا، میں نے حیرت سے پوچھا کہ کیا وہ سوتے نہیں تھے؟
والدہ نے کہا: کیوں نہیں! ان کی نیند یہ تھی کہ فجر کی نماز سے ذرا پہلے
بیٹھے بیٹھے تھوڑا سو جایا کرتے تھے۔"

طلحہؒ و زبیدؒ کے قیام کا حال

حمیدی سفیانؒ بن عیینہ سےؒ جو مشہور محدث و فقیہ ہیں روایت کرتے ہیں کہ:

"اس زمانہ میں کوفہ کے لوگوں میں سب سے زیادہ طویل تہجد و قیام کے اعتبار سے طلحہؒ، زبیدؒ، عبدالجبارؒ اور وائلؒ فوقیت رکھتے تھے، حمیدیؒ نے فرمایا کہ میں نے سفیان بن عیینہؒ سے پوچھا کہ اور منصور؟ کہا ہاں، ان کا حال تو یہ تھا کہ ان کے نزدیک رات کی حیثیت سواریوں میں سے ایک سواری کی سی تھی، کہ جب آپ اس کو حاصل کرنا چاہیں تو وہ کوچ کر چکی ہو۔"

رُویم ابوالحسن المقریؒ کہتے ہیں کہ منذر ابو عبداللہ نے جو اہلِ کوفہ میں سے تھے ہم سے بیان کیا کہ محمدؒ بن سوقہ نے مجھ سے کہا:

"اگر تم طلحہؒ اور زبیدؒ رحمہما اللہ کو دیکھو تو تم جان لو گے کہ ان دونوں کے چہرے راتوں کو زیادہ جاگنے اور طویل قیام و تہجد کی بناء پر کہنہ سالی کا شکار ہو چکے ہیں، اللہ کی قسم! دونوں کا حال یہ تھا کہ (رات بھر) بستر پر کمر بھی سیدھی نہ کرتے تھے۔"

زبید الیامیؒ کا ایک حیرت انگیز واقعہ

سلیمان بن ایوبؒ اپنے بعض مشائخ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ:

"زبید الیامیؒ ایک رات تہجد کیلئے اٹھے اور جس لوٹے سے وضو کرتے تھے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور ہاتھ لوٹے میں ڈبو دیا،

لوٹے میں ہاتھ جوڈالا تو پانی شدید ٹھنڈا تھا، اتنا ٹخ پانی تھا کہ ٹھنڈ کی شدت سے ان کا ہاتھ شل ہونے کے قریب ہوگیا، اسی دوران انہیں جہنم کے طبقہ زمہریر کا خیال آ گیا (جہنم کے مختلف طبقات ہیں، بعض تو آگ کے عذاب کے طبقات ہیں لیکن ایک طبقہ اور درجہ زمہریر نام کا ہے جو نہایت ٹھنڈا ہے اور اس میں ٹھنڈک کا عذاب دیا جائے گا۔ (العیاذ باللہ)'' (زکریا)

اب جو زمہریر کا خیال آیا تو ہاتھ لوٹے میں ہی رکھا، باہر نہیں نکالا یہانتک کہ اسی حالت میں صبح ہوگئی، صبح کو ان کی خادمہ آئی تو دیکھا کہ وہ اسی حالت میں ہیں، کہنے لگی کہ:

میرے مالک! کیا بات ہے آج رات آپ نے معمول کے مطابق نماز (تہجد) نہیں پڑھی؟ اور یہاں اس حال میں بیٹھے ہیں؟

فرمایا کہ: تجھ پر افسوس ہے، میں نے رات میں اپنا ہاتھ لوٹے میں ڈالا تو پانی کی ٹھنڈک کی شدت نے مجھے زمہریر کی یاد دلا دی، اللہ کی قسم! اس کے بعد سے مجھے اس پانی کی ٹھنڈک کا اور اس کی شدت کا احساس بھی نہ ہوا، حتیٰ کہ اب تو نے مجھے اس حال میں دیکھ لیا، پس اب یہ بات یاد رکھنا کہ زندگی بھر اس واقعہ کا کسی سے ہرگز ذکر نہ کرنا''۔

راویؒ فرماتے ہیں کہ: چنانچہ ان کی موت تک کسی کو بھی اس واقعہ کا علم نہ ہوسکا، موت کے بعد ہی یہ واقعہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوا۔

﴿معاذہ العدویہؒ کے قیام کا احوال﴾

ابن فضیلؒ اپنے والدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''معاذہ عدویہؒ (جو بڑی عابدہ وزاہدہ خاتون تھیں) کا معمول یہ تھا کہ جب رات آتی تو فرماتیں: آج کی رات میری موت کی رات ہے یہ کہہ کر عبادت میں اس طرح مشغول ہو جاتیں جیسے یہ ان کی زندگی کی آخری رات ہے) اور پھر صبح تک نہ سوتیں، پھر جب دن

نکل آتا تو یہی فرماتیں کہ آج میری موت کا دن ہے اور پھر پورا دن
نہ سوتیں یہاں تک کہ شام ہو جاتی تھی، جب سردیوں کا موسم ہوتا تو
ہلکے کپڑے پہنتی تھیں تاکہ سردی کی شدت سے نیند نہ آسکے۔''

(یہ حال تھا قرون اولیٰ کی پاکباز خواتین کے مجاہدات کا اور رضاء خداوندی کی طلب میں مشقت وسختی برداشت کرنا ان کیلئے کوئی مشکل امر نہ تھا' رحمہا اللہ رحمۃ واسعۃً)

حکم بن سنان الباہلیؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے معاذۃ العدویہ رحمۃ اللہ علیہا کی ایک خادمہ نے بیان کیا کہ:

''وہ اپنی راتوں کو نماز سے زندہ رکھتی تھیں جب نیند کا غلبہ ہوتا اور
آنکھوں میں نیند ہلکورے لینے لگتی تو گھر میں چکر لگانے لگتیں، اور
اپنے نفس کو خطاب کر کے فرماتیں۔''

''اے نفس! نیند کا وقت تو آگے آنے والا ہے، اگر آج تو مر جائے تو
قبر میں تجھے طویل نیند سے واسطہ پڑنے والا ہے، پھر وہ نیند یا تو
حسرت بھری نیند ہوگی یا مسرت بھری، اسی طرح نماز پڑھتے پڑھتے
اور نفس کا مقابلہ کرتے کرتے صبح کر دیتیں۔''

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ:

''ابوالصہباء کے بعد معاذۃ العدویہؒ نے زندگی بھر بستر پر رات نہیں
گزاری یہانتک کہ اسی حالت میں دنیا سے چلی گئیں۔''

﴿صفوان بن سلیمؒ کا حال﴾

محمد بن الحسین فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہؒ بن عثمان بن حمزہ بن عبداللہؓ بن عمرؓ بن الخطاب نے بیان کیا کہ:

''میں نے ابوعبدالرحمٰن المقریؒ کو صفوان بن سلیمؒ کا تذکرہ کرتے
ہوئے سنا' فرماتے تھے کہ وہ رات کو بستر پر کمر نہ ٹکاتے تھے اور نہ ہی

ٹیک لگاتے تھے، ساری رات نماز میں مشغول رہتے تھے، جب آنکھوں میں نیند بھر آتی تو دوزانو ہو کر بیٹھ جاتے۔''

زبید الیامیؒ کی تہجد کا حال

جریر ابن حرمہؒ فرماتے ہیں کہ:

''زبید الیامیؒ (جو بڑے عابد و زاہد بزرگ تھے) نے پوری رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا' ایک حصہ خود عبادت کرتے تھے' دوسرا حصہ اپنے بیٹے کیلئے مقرر کیا تھا کہ وہ عبادت کرے اور تیسرا حصہ اپنی بیٹی کیلئے مختص کیا ہوا تھا (مقصد یہ تھا کہ پوری رات اس حال میں گزرے کہ گھر کا کوئی نہ کوئی فرد مسلسل عبادت اور شب بیداری میں مشغول ہو) بسا اوقات ایسا ہوتا کہ زبید الیامیؒ اپنے حصے کی عبادت سے فارغ ہو کر بیٹے کو پکارتے تو وہ کچھ سستی کر جاتا، زبید الیامیؒ اس کے حصہ میں بھی خود عبادت کرتے رہتے اور بعض اوقات بیٹی بھی سستی کر جاتی تو اس کا حصہ بھی وہ پورا کرتے (اس طرح ساری رات خود عبات میں گزار دیا کرتے تھے لیکن یہ گوارا نہ ہوتا تھا کہ گھر میں سب سوئے پڑے رہیں اور کوئی عبادت میں مشغول نہ ہو۔''

زبید الیامیؒ کو خواب میں دیکھنا

یحییٰ بن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے زبید الیامیؒ کو (ان کے انتقال کے بعد) خواب میں دیکھا تو ان سے پوچھا۔''

اے ابو عبدالرحمٰن! (یہ ان کی کنیت تھی) آپ کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا (موت کے بعد)؟

''فرمایا! اللہ کی رحمت نے ڈھانپ لیا۔''میں نے پوچھا کہ آپ نے اپنے تمام اعمال میں سب سے زیادہ افضل اور ثواب کا باعث کونسا عمل پایا؟

''فرمایا! نماز اور حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی محبت۔''

فائدہ

نماز کا اہتمام اور بالخصوص نوافل اور تہجد کا اہتمام تو واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اعمال میں سے ہے' حضراتِ صحابہ کرامؓ کی محبت بھی اللہ کے نزدیک باعثِ نجات عمل ہے اور صحابہؓ کی محبت کا مطلب یہ ہے کہ ہر صحابی کی اس کے مقام ومرتبہ کے مطابق جو قرآن وسنت میں بیان کیا گیا ہے' تعظیم کی جائے اور ان کی مبارک زندگی کو اپنایا جائے اور اس طرز زندگی کو مسلمانوں کے درمیان زندہ کرنے کی محنت اور فکر کی جائے، محبتِ صحابہؓ کے خودساختہ طریقے ایجاد کر لینا اور ایسے خانہ ساز انداز اپنا لینا جو خود ان عالی مرتبت صحابہؓ کی تعلیمات سے مطابقت نہ رکھتے ہوں' ان سے محبت کا نہیں ان سے برأت کا اظہار ہے۔

محمد بن نضرؒ کی عبادت کا حال

سعید بن عمرو بن سہل بن اسحاق الکندیؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبثرؒ نے بیان کیا کہ:

''محمد بن نضرؒ میرے پاس قیام پذیر تھے، ان کا معمول یہ تھا کہ نہ رات میں سویا کرتے تھے نہ دن میں، ان کی اس سخت محنت کو دیکھ کر میں ان سے کہا کرتا تھا کہ آپ کچھ دیر قیلولہ کر لیا کریں، اس لئے کہ کہا گیا ہے۔''

''قیلولہ کیا کرو اور اس لئے بھی کہ شیطان قیلولہ نہیں کرتا۔'' میری اس بات کا وہ جواب نہ دیتے' میں نے ان سے اصرار کیا تو کہنے لگے:

''میں اس نفس پر نیند کے معاملہ میں مشقت ڈالتا ہوں۔'' اور بعض بزرگوں کا قول ہے

''میں یہ پسند نہیں کرتا کہ نیند کے معاملہ میں آنکھ کو اس کی چاہت دیدوں۔''یعنی آنکھیں تو نیند کا مطالبہ اور خواہش کرتی ہیں لیکن میں ان کی خواہش کو پورا کرنا پسند نہیں کرتا۔

فائدہ

یہ ان بزرگوں کا احوال ہے جو نفس پر بہت زیادہ مشقت ڈالا کرتے تھے اور سخت مجاہدے کیا کرتے تھے، یہ احوال بطور موعظت اور عبرت کیلئے بیان کئے جاتے ہیں لیکن یہ نہ شریعت کا لازمی حکم ہے کہ جس کی پاسداری ہر مسلمان کیلئے لازم ہے کہ وہ رات بھر نہ سوئے اور نہ ہی ہر ایک کیلئے حجت ہے۔شریعت نے ہر چیز کا حق رکھا ہے،جسم کا بھی، آنکھ کا بھی، پیٹ کا بھی وغیرہ وغیرہ لہٰذا عام مسلمان کیلئے ایسے مجاہدے لازم نہیں ہیں۔ اصل حکم یہ ہے کہ شریعت کے بنیادی احکامات اور اصولوں کی پاسداری کی جائے۔

﴿ملکِ شام کے ایک عبادت گزار کا حال﴾

بکر العابدؒ فرماتے ہیں کہ:

''اہل شام میں ایک عبادت گزار بزرگ تھے' جو عبادت و ریاضت میں اپنے نفس پر بہت مشقت ڈالا کرتے تھے ان کی ماں نے ان سے کہا۔''

''میرے بیٹے! میں دیکھتی ہوں کہ تو نے وہ اعمال کئے ہیں جو دوسروں نے نہیں کئے، کیا تمہارا رات کو سونے کو دل نہیں چاہتا؟ انہوں نے روتے ہوئے ماں کو جواب دیا کہ: کاش آپ نے مجھے جنم نہ دیا ہوتا، آپ کے بیٹے کو قبر میں بہت طویل وقت گزارنا ہے۔''

محمد بن کعب کے قیام کا حال

ابو کثیر النضریؒ فرماتے ہیں کہ اُم محمد بنت کعب القرظی نے اپنے بیٹے محمد سے کہا کہ:

''بیٹا! اگر میں نے تمہیں بچپن اور لڑکپن و جوانی میں پاکباز اور متقی نہ پایا ہوتا تو تمہاری دن رات کی شدید ریاضت و مشقت اور مجاہدوں کے پیش نظر میں یہ سمجھتی کہ تم نے کسی بڑے مہلک گناہ کا ارتکاب کیا ہے (جس کے استغفار میں تم اتنی زیادہ عبادت کرتے ہو)۔''

انہوں نے جواب میں فرمایا:

''اماں جان! بات یہ ہے کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ایسا نہ ہو اللہ عزوجل مجھے کسی گناہ میں مبتلا پائیں اور مجھ پر اپنی ناراضگی اور غصہ ظاہر کریں اور یہ کہہ دیں کہ جا، میں تیری بخشش نہیں کروں گا (اس خوف نے مجھے عبادت میں مشغول رکھا ہوا ہے) علاوہ ازیں یہ بات بھی ہے کہ جب رات کو میں قرآن کی تلاوت کرتا ہوں تو قرآن کے عجائبات میرے سامنے وہ حالات اور امور پیش کرتے ہیں کہ رات انہی کے تصور میں گزر جاتی ہے اور میں ابھی اپنی ضرورت سے فارغ بھی نہیں ہوتا۔''

مشہور تابعی طاؤسؒ کا حال

ابوسلیمانؒ فرماتے ہیں کہ:

''طاؤسؒ کا حال یہ تھا کہ وہ رات کو بستر سے دور بھاگتے تھے' پھر کچھ دیر کیلئے بستر پر دراز ہوتے تو اس طرح بے چین و مضطرب ہو کر تڑپتے تھے جیسے مکئی کا دانہ بھنائی کے وقت تڑپتا ہے، پھر بستر پر سے چھلانگ مار کر اتر آتے، وضو کر کے قبلہ رخ ہو جاتے اور اسی حال میں صبح ہو جاتی، فرمایا کرتے تھے کہ ''جہنم کی یاد نے عبادت گزاروں کی نیندیں اڑا دی ہیں۔''

﴿جب جہنم کو یاد کرتا ہوں تو نیند اڑ جاتی ہے﴾

عبداللہ بن داؤدؒ فرماتے ہیں کہ پچاس برس ہوئے مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا کہ:

''ایک عورت کا کوئی غلام تھا، اس کا حال یہ تھا کہ رات بھر نماز پڑھتا رہتا تھا، اس کی مالکہ نے اس سے کہا کہ 'ہمیں رات کو تو سونے دو' اس نے کہا' دن آپ کا ہے اور رات میری ہے' جب مجھے جہنم کی یاد آتی ہے تو میری نیند اڑ جاتی ہے اور جب جنت کا خیال آتا ہے تو میرا غم بڑھ جاتا ہے۔''

﴿وہبؒ بن منبہ کا حال﴾

ابو ہمام بن نافعؒ فرماتے ہیں کہ میں نے وہبؒ بن منبہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

''بعض اوقات میں ایک ہی وضو سے صبح کی نماز پڑھتا ہوں' یعنی وہ رات بھر سوتے نہیں تھے اور صبح کی نماز رات کے وضو سے ہی پڑھا کرتے تھے۔''

سلمان التیمی کے قیام اللیل کا حال

ابوعلی الہیثم المفلوج فرماتے ہیں کہ:

''سلیمان التیمیؒ نے عشاء کے وضو سے فجر کی نماز چالیس برس پڑھی۔''

عبداللہ بن یحییٰ الثقفی فرماتے ہیں کہ سلیمان التیمیؒ کی بیٹی فرماتی ہیں کہ:

''میرے والد کی رات بھر کی عبادت کا حال یہ تھا کہ وہ ساری رات

عبادت کرتے تھے اور ستارے دیکھتے رہتے اور باہر نکل کر انہیں دیکھتے (اور پھر واپس آ کر عبادت میں مشغول ہو جاتے تھے) کہ کہیں رات ختم نہ ہو جائے۔''

سفیان بن عینیہ رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے سلیمان التیمیؒ کو ایک شیخ کبیر پایا اور ان کے ہاتھ میں کچھ صحیفے ہوتے تھے طلب علم کیلئے مجھے بتلایا گیا کہ وہ نوافل کی کثرت کرنے والے ہیں، ان کا ایک بالا خانہ تھا جب وہ (رات ہونے پر) اس پر چڑھتے تو آخری سیڑھی پر پہنچتے ہی بیٹھنے سے پہلے نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے۔''

﴿ابو اسحاقؒ کی تلاوتِ قرآن کریم کا احوال﴾

ابو الاحوصؒ فرماتے ہیں کہ:

''ابو اسحاقؒ فرمایا کرتے تھے کہ' اے نوجوانوں کی جماعت! اپنی جوانی کو غنیمت سمجھو، میری زندگی کی بہت کم راتیں ایسی گزری ہیں کہ میں نے اس رات میں ایک ہزار آیات کی تلاوت نہ کی ہو۔''

علاء بن سالم العبدیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابو اسحاقؒ سے قیام اللیل کی بابت دریافت کیا، کہنے لگے کہ:

''وہ (نیند کی شدت اور ضعف و نقاہت کی وجہ سے) نماز تہجد کیلئے قیام پر زیادہ قدرت نہیں رکھتے تھے اور سو جاتے تھے لیکن جب رفقاء انہیں نماز کیلئے کھڑا کر دیتے تو مسلسل کھڑے رہتے اور حالتِ قیام میں ہی ایک ہزار آیات کی تلاوت کر لیا کرتے تھے۔''

ابو بکرؒ بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے ابو اسحاق السبیعیؒ کو سنا فرمایا کرتے تھے کہ:

''میری صحت جواب دے گئی ہے، قویٰ کمزور ہو گئے ہیں اور ہڈیاں

گھل گئی ہیں اور حال یہ ہو گیا ہے کہ اب نماز تہجد کیلئے کھڑا ہوتا ہوں
تو سوائے سورۃ البقرہ اور آل عمران کے مزید تلاوت نہیں کر پاتا۔"

سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ:
"ابو اسحاق السبیعیؒ کا حال یہ تھا کہ ساری رات نماز میں گزار دیا کرتے تھے، گرمیوں میں تو تمام رات اور سردیوں میں ابتدائی رات اور انتہائی رات بھی قیام میں گزارتے اور اس دوران کچھ دیر آرام کیا کرتے تھے۔"

﴿تمہاری ذات میں خیر باقی ہے﴾

سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ عون بن عبداللہ نے ایک بار ابو اسحاقؒ کو خطاب کر کے دریافت کیا کہ: (جب وہ ضعیف ہو چکے تھے)
اے ابو اسحاق! آپ کی عبادات کا اب کیا حال ہے؟ کس قدر عبادات کرتے ہیں؟ فرمایا کہ اب تو یہ حال ہے کہ میں نماز کیلئے کھڑا ہوتا ہوں تو ایک رکعت میں سورۃ البقرہ قیام کی حالت میں پڑھ لیتا ہوں۔
عون بن عبداللہ نے فرمایا: "آپ میں جو خیر (نیکی تھی) باقی ہے اور شر تھا وہ ختم ہو گیا"

ابو بکر بن عیاش فرماتے ہیں کہ میں نے ابو اسحاقؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:
"میں نے چالیس سال سے اپنی آنکھیں نیند کیلئے بند نہیں کیں۔"
(یہ قول ضعیف ہے جیسا کہ فاضل محقق نے اپنی تحقیق میں کہا ہے کہ اس روایت کے راوی ابو بکر بن عیاش ہیں جو سوء حافظہ کی وجہ سے ضعیف ہیں)

سفیان بن عیینہؒ فرماتے ہیں کہ: ابو اسحاقؒ نے فرمایا کہ:
"جہاں تک میرا حال ہے تو میں اگر بیدار ہو جاؤں تو دوبارہ نہیں سوتا۔"

﴿مسلمؒ بن یسار کا حال﴾

سعید بن عصام المازنیؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ مسلم بن یسارؒ نے فرمایا:

''میں اگر سو جاؤں اور پھر بیدار ہو جاؤں (تو نماز کیلئے کھڑا ہو جاتا ہوں) اور اگر دوبارہ سو جاؤں تو اللہ تعالیٰ میری آنکھ میں نیند نہ لائے۔''

﴿عمرو بن عتبہ کا قیام﴾

عیسیٰ بن عمرو النحویؒ فرماتے ہیں کہ:

''عمروؒ بن عتبہ بن فرقد کا حال یہ تھا کہ ایک تہائی رات گزرنے کے بعد گھر سے نکلتے، اپنے گھوڑے پر سوار ہوتے اور قبرستان چلے جاتے اور خفتگانِ قبر کو خطاب کر کے کہتے:۔''

''اے اہل قبور! اعمالنامے لپیٹ دیئے گئے، قلم اٹھا لئے گئے، اب تم اپنی کسی برائی سے توبہ و معافی حاصل نہیں کر سکتے، نہ ہی کسی نیکی میں اضافہ کر سکتے ہو' یہ کہہ کر وہ رونے لگتے، بعد ازاں گھوڑے سے نیچے اترتے اور اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے اور صبح تک نماز میں مشغول ہو جاتے، جب طلوعِ فجر ہو جاتی تو گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے محلہ کی مسجد میں تشریف لے آتے اور سب لوگوں کے ساتھ جماعت سے نماز میں اس طرح شریک ہو جاتے جیسے کہ پہلے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔''

﴿عبدالرحمٰنؒ بن الاسود کا حال﴾

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ:

''عبدالرحمٰن بن الاسودؒ بن یزید حج کے ارادہ سے ہمارے ہاں (حجاز) تشریف لائے، ان کا ایک پاؤں متورم اور سو جا ہوا تھا، رات میں وہ نماز تہجد کیلئے کھڑے ہوئے اور ایک پاؤں پر کھڑے کھڑے ساری رات نماز پڑھتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔''

اسی طرح لیث بن ابی سلیم ہمارے پاس تشریف لائے تو ان کا معمول بھی یہی تھا۔

قیسؒ بن مسلم کا احوالِ قیام اللیل

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ:

''قیس بن مسلم سحر کے وقت تک نماز تہجد میں مشغول رہتے تھے، بعدازاں بیٹھے رہتے اور وقفہ وقفہ سے آہ و بکاء اور مناجات و گریہ زاری کی آوازیں آتی رہتی تھیں اور فرماتے تھے کہ:۔''

''کس مقصد کیلئے ہم پیدا کیے گئے ہیں، کس مقصد کیلئے ہم پیدا کئے گئے ہیں اگر قیامت کی آمد خیر کے ساتھ نہ ہوئی تو ہم ہلاک ہوگئے۔''

سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں کہ ایک رات قیس بن مسلم بن الحسینؒ نے محمدؒ بن حجادۃ کی زیارت اور ملاقات کا ارادہ کیا، چنانچہ وہ عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں ان کے پاس حاضر ہوئے، جب وہاں پہنچے تو محمدؒ نماز میں مشغول تھے، (قیس ان کے انتظار میں بیٹھ گئے) وہ برابر نماز میں مشغول رہے یہانتک کہ فجر طلوع ہوگئی، قیس بن مسلم اپنے محلہ کی مسجد کے امام تھے، چنانچہ وہ نماز پڑھانے کیلئے اپنی مسجد چلے گئے اور جا کر نماز کی امامت کی، بہرکیف! دونوں کی باہمی ملاقات نہ ہوسکی اور نہ ہی محمدؒ کو ان کے آنے کی اطلاع ہوئی۔

محمدؒ کی مسجد کے بعض نمازیوں نے ان سے کہا کہ آپ کے بھائی قیس بن مسلم

گزشتہ رات آپ کی زیارت کیلئے آئے تھے لیکن آپ نے ان کی طرف التفات ہی نہیں کیا؟

انہوں نے کہا کہ مجھے ان کی آمد کا پتہ ہی نہ چلا صبح کو محمد ان کے پاس گئے، قیسؒ بن مسلم نے محمد بن حجادہؒ کو سامنے سے آتے دیکھا تو کھڑے ہو کر گلے ملے، پھر دونوں بزرگ اکٹھے بیٹھ گئے اور دونوں گریہ و بکا میں مشغول ہو گئے (آخرت کی فکر اور دین کے تذکرہ سے)۔

یزید الضبیؒ کا قیام

عبدالرحمٰن بن یزید الضبیؒ فرماتے ہیں کہ:

''میرے والد یزید الضبیؒ جب رات میں قیام اللیل کیلئے کھڑے ہوتے تو طویل قیام کیا کرتے تھے ان کی مخصوص عبادت کے محراب میں ایک لکڑی کی میخ تھی، وہ طویل قیام کے دوران بعض اوقات اس کا سہارا لے لیا کرتے تھے اور بعض اوقات تو ایسا ہوتا کہ غلبہ نیند کی وجہ سے گر جایا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ:۔''

''میں نہیں چاہتا کہ دوبارہ سوؤں بلکہ میں اپنی سی کوشش کرتا ہوں کہ نہ سوؤں' لیکن اگر نیند کا غلبہ ہو جائے تو میرے نزدیک یہ میرے لئے ایک عذر ہوگا۔''

حضرت رابعہؒ عدویہ کے قیام کا حال

عبدہ بنت ابی شوال (جو اللہ تعالیٰ کی نیک بندیوں میں سے تھیں) فرماتی ہیں کہ:

''حضرت رابعہ عدویہؒ کا معمول تھا کہ رات بھر نوافل میں مشغول رہتی تھیں، جب فجر طلوع ہو جاتی تھی تو اپنی جائے نماز پر ہی تھوڑا سا

آرام کرلیتیں یہاں تک کہ روشنی پھیل جاتی تھی، اسی دوران وہ ہڑ بڑا کر نیند سے بیدار ہوتیں تو میں ان کو یہ کلمات کہتے ہوئے سنتی۔"

اپنے نفس کو خطاب کر کے کہتیں:

"اے نفس! تیرا ستیاناس ہو، تو کب تک خواب غفلت میں پڑا رہے گا، آخر کب کھڑا ہوگا، قریب ہے کہ تو ایسی نیند میں چلا جائے کہ اس کے بعد بیدار ہی نہ ہو روز قیامت میں دوبارہ اٹھائے جانے تک۔"

عبدہؒ فرماتی ہیں کہ موت تک ان کا یہی معمول تھا۔

حسان بن ابی سنان کے قیام کا حال

ابو سعید موسیٰ بن ہلال فرماتے ہیں کہ:

"ہم سے ایک شخص نے جو ہمارے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے بیان کیا اور حسان بن ابی سنان کی زوجہ ان کی مالکہ تھیں (یہ ان کے غلام تھے) کہ مجھ سے حسان کی بیوی نے بیان کیا کہ حسانؒ کا معمول یہ تھا کہ:

"رات ہوتی تو میرے ساتھ میرے بستر پر لیٹ جاتے، کچھ دیر گزرنے پر اس طرح دھوکہ سے اٹھ جاتے جیسے ماں اپنے بچے کو (سلا کر) دھوکے سے اٹھ جاتی ہے۔ جب ان کو یقین ہو جاتا کہ میں سو چکی ہوں تو اپنے آپ کو کھینچ کر بستر سے باہر آ جاتے اور کھڑے ہو کر نماز شروع کر دیتے، میں ان سے کہا کرتی کہ اے ابو عبداللہ! آپ اپنے آپ کو کتنی مشقت میں ڈالیں گے، اپنی جان پر کچھ ترس کھائیے' وہ فرماتے: خاموش! کچھ پتہ نہیں کہ میں بہت جلد ایسی نیند میں چلا جاؤں کہ اس سے بیدار نہ ہوسکوں۔"

﴿اہلِ ایمان کی نیند﴾

سوید بن عمرو الکلبیؒ فرماتے ہیں کہ:

''ایک عبادت گزار خاتون تھیں' رات میں اتنا کم سوتیں کہ نہ سونے کے برابر' اس بارے میں انہیں کچھ کہا سنا گیا تو فرمایا:

''اہل ایمان کو قبر کی طویل نیند ہی کافی ہے۔''

﴿منیرۃ العابدہؒ کے تہجد و قیام کا حال﴾

ابو سلمہؒ جو بنی سدوس کے ایک فرد تھے کہتے ہیں کہ:

''ہمارے ہاں ایک بوڑھی خاتون تھیں، ہم نے انہیں نہیں پایا لیکن ہمارے بڑوں نے انہیں پایا، ان کا نام منیرہ تھا، ان کا معمول تھا کہ جب رات ہوتی تو فرماتیں:

''رات آچکی اور تاریکی چھا چکی، یہ تاریکی روز قیامت سے کتنی مشابہہ ہے، بعدازاں کھڑے ہو کر صبح تک مسلسل نماز میں مشغول رہا کرتی تھیں۔''

﴿عبادت گزاروں کو نیند سے کیا واسطہ؟﴾

محمد بن عبدالعزیز بن سلمانؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری والدہ نے بیان کیا کہ تمہارے والد (عبدالعزیز بن سلیمانؒ) فرماتے تھے کہ:

''عبادت گزاروں اور شب زندہ داروں کا نیند سے کیا واسطہ؟ دنیا کے گھر میں نیند کا کوئی کام نہیں سوائے اس نیند کے جو انسان پر غالب آجائے۔''

میری والدہ فرماتی ہیں کہ چنانچہ وہ اپنے اس قول کو پورا کرتے ہوئے فقط اسی وقت سوتے تھے جب ان پر نیند کا غلبہ ہو جاتا تھا اور اس وقت بھی بغیر بستر کے (جہاں جگہ

ملتی) سو جاتے۔ اللہ کی قسم! وہ صرف غلبہ نیند کے وقت ہی سوتے تھے۔

﴿محمد بن یوسفؒ کا حال﴾

عبدالرحمٰن بن مہدی فرماتے ہیں کہ:

''محمد بن یوسفؒ رات بھر اپنا پہلو بستر پر نہیں رکھتے تھے۔''

﴿خلفؒ بن حوشب کے قیام کا حال﴾

عبدالسلامؒ بن حرب فرماتے ہیں کہ:

''میں نے عبادت و تہجد کیلئے رات کو جاگنے کی مشقت پر صبر کرنے میں خلف بن حوشبؒ سے زیادہ کسی کو مستعد نہیں پایا، میں نے ایک باران کے ساتھ کوفہ سے مکہ مکرمہ تک سفر کیا پورے سفر میں میں نے انہیں رات کو سوتا ہوا نہیں دیکھا یہاں تک کہ کوفہ واپس پہنچ گئے۔''

﴿عبدالعزیز بن ابی رواد﴾

ابوعبدالرحمٰن المقریؒ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے عبدالعزیز بن ابی روادؒ سے زیادہ کسی کو طویل قیام کی مشقت پر صبر کرنے والا نہیں دیکھا۔''

﴿یزیدؒ بن ابان الرقاشی﴾

محمد بن مروان الضبیؒ ھشامؒ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''مجھ سے ثابت البنانیؒ نے فرمایا کہ میں نے طویل قیام اللیل اور شب میں تہجد کیلئے بیداری کی مشقت پر صبر کرنے میں یزید بن ابان الرقاشیؒ سے زیادہ کسی کو مستعد نہیں پایا۔''

﴿موسیٰؒ بن ابی عائشہ﴾

سفیانؒ فرماتے ہیں کہ:

''مجھے عمرو بن قیس کے ذریعہ سے لوگوں نے بتلایا کے وہ فرماتے ہیں میں نے رات میں جب کبھی بھی سر اٹھایا تو دیکھا کہ موسیٰ بن ابی عائشہ کھڑے نماز میں مشغول ہیں۔''

بعض حضرات نے فرمایا کہ: کثرتِ قیام اور شب بیداری کی وجہ سے ان کے چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا تھا اور انہیں عام طور پر متہجد کہہ کر پکارا جاتا تھا۔

﴿معمرؒ بن المبارک﴾

ابوالولید العبدیؒ فرماتے ہیں کہ:

''میں رات کو قیام اور تہجد و عبادت کی کثرت کے اعتبار سے معمرؒ بن المبارک سے زیادہ کسی کو نہیں جانتا۔''

﴿فاطمہ بنت بزیع﴾

عبداللہؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے ابوالولید نے بیان کیا انہوں نے فرمایا:

''میں نے حسنؒ بن یوسف کی باندی فاطمہ بنت بزیع کو (جو ابوعثمان الأغر کی اہلیہ تھیں) کو بارہا دیکھا کہ شروع رات سے لیکر آخر رات تک نماز پڑھتے ہوئے گزار دی۔''

﴿غضنہ و عالیہ﴾

ابوالولید فرماتے ہیں کہ: میں نے متعدد بار غضنہ و عالیہ کو دیکھا کہ ان میں سے کوئی ایک رات کو کھڑی ہو جاتیں اور نماز جو شروع کرتیں تو سورۃ البقرہ، آل عمران،

النساء، المائدہ، الانعام اور الاعراف ایک ہی رکعت میں ختم کر دیتیں‘‘۔

﴿مسرور بن ابی عوانہ﴾

محمدؒ بن الحسین فرماتے ہیں کہ مجھ سے اسماعیل بن زیاد بن یعقوب نے فرمایا:

’’میں نے بہت سے عبادت گزار، تہجد گزار بندوں کو دیکھا ہے لیکن ان میں سے مسرور بن ابی عوانہ کو سب سے زیادہ شب بیدار، دن رات نماز میں مشغول رہنے والا اور طویل قیام کرنے والا پایا‘ ان کا معمول تھا کہ رات دن نماز میں مصروف رہا کرتے تھے اور کسلمندی کا شکار نہ ہوتے تھے‘ ایک بار وہ ہمارے پاس آئے تو مسلسل عبادت میں کھڑے رہنے کی وجہ سے بیمار رہنے لگے ہم سے کہنے لگے کہ مجھے ساحل پر لے جاؤ تا کہ میں پانی کا نظارہ کر کے اپنی نیند کو دور کر سکوں۔‘‘

ابن ابی عوانہؒ کے داماد ابوالمسادر فرماتے ہیں کہ:

’’مسرور بن ابی عوانہؒ سب لوگوں سے زیادہ نماز میں گریہ و بکا کرنے والے اور طویل قیام کرنے والے تھے، ایک بار مسرور بن ابی عوانہ ہمارے پاس آئے تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے ابوالمسادر! اللہ کی قسم! میرے نزدیک میری جان اور میرا نفس بہت حقیر ہے۔‘‘

﴿عبدالواحد بن زید کے احوال قیام اللیل﴾

عمار بنؒ عثمان فرماتے ہیں کہ میں نے حصنؒ بن القاسم الوزانؒ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

’’اگر عبدالواحدؒ بن زید کی شب بیداری تمام بصرہ والوں پر تقسیم کر دی جائے تو ان سب کو کافی ہو جائے۔ جب رات کی تاریکی

کائنات پر اپنا پر پھیلا دیتی تو میں ان کو دیکھتا گویا کہ وہ اپنے کمان پر
بندھے گھوڑے کی مانند ہیں جو دوڑنے کی تیاری کر رہا ہو، بعد ازاں
وہ اپنی محراب (عبادت گاہ) میں ایسے کھڑے ہو جاتے گویا انہیں
دنیا سے کوئی سروکار نہ ہو۔"

منصورؒ بن المعتمر کے احوال

ابو الاحوص عبید بن سعید الہمد انیؒ فرماتے ہیں کہ منصورؒ بن المعتمر کا حال یہ تھا کہ جب رات ہو جاتی (نصف لیل) تو اگر گرمی کا موسم ہوتا تو ایک تہبند باندھ لیتے اور اگر سردی کا زمانہ ہوتا تو جسم پر کپڑوں کے اوپر ایک کھیس ڈال دیتے، بعد ازاں اپنے عبادت کے کمرہ میں نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے اور صبح تک اس طرح ساکت اور طویل قیام کرتے گویا کہ وہ ایک سیدھی لکڑی ہیں"۔

خلف بن تمیمؒ فرماتے ہیں کہ میں نے زائدہؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا:
"منصورؒ بن المعتمر سال بھر دن میں روزہ رکھا کرتے اور رات بھر قیام میں مشغول رہتے تھے اور قیام اللیل میں گریہ وزاری کیا کرتے تھے، جب صبح ہو جاتی تو سر میں تیل لگاتے، آنکھوں میں سرمہ لگاتے اور اپنے ہونٹوں کو تر کر لیا کرتے (تاکہ لوگوں کو ان کے رت جگے، بے خوابی اور محنت وریاضت کا ان کے چہرہ بشرے سے اندازہ نہ ہو سکے) ان کی والدہ کہا کرتی تھیں کہ تمہارا کیا معاملہ ہے؟ کیا تم اپنے آپ کو مار ڈالو گے؟ وہ کہتے کہ میں نے جو کچھ کیا ہے میں ہی جانتا ہوں۔"

جریرؒ فرماتے ہیں کہ: منصور بن المعتمرؒ کو عبداللہؒ کا یہ قول معلوم ہوا کہ: جو کوئی سال بھر پوری رات قیام اللیل میں گزار دے وہ لیلۃ القدر پالے گا، چنانچہ لیلۃ القدر کے ثواب کے حصول میں وہ سارا سال دن بھر روزہ رکھا کرتے اور رات بھر قیام کرتے۔ یہانتک کہ اتنے کمزور اور خستہ حال ہو گئے جیسے ایک ٹڈی۔

محمدؒ بن الحسین کہتے ہیں کہ ہم سے حمیدی نے سفیانؒ کے حوالہ سے بیان کیا کہ انہوں نے منصورؒ بن المعتمر کے متعلق فرمایا:

''رات، منصورؒ کی سواریوں سے ایک سواری تھی، جب چاہتے اس پر سواری کر لیتے۔''

(یعنی رات کے جس حصہ میں چاہتے بیدار ہو کر عبادت و ریاضت اور تہجد و مناجات میں مشغول ہو جایا کرتے تھے)۔

تمیمؒ بن مالک فرماتے ہیں کہ:

''منصور بن المعتمرؒ کا معمول تھا کہ جب صبح فجر کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو اپنے ساتھیوں کے سامنے طبیعت کے نشاط اور چستی ظاہر کرتے تھے، ان سے خوب باتیں کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ مجلس کرتے۔ حالانکہ انہوں نے ساری رات اپنی ٹانگوں پر کھڑے ہو کر گزاری ہوتی تھی لیکن پھر بھی دوستوں اور ساتھیوں سے خوب باتیں کرنے سے ان کا مقصد اپنے رات کے عمل کو مخفی رکھنا ہوتا تھا۔''

ابو الاحوصؒ فرماتے ہیں کہ منصور بن المعتمرؒ کے پڑوس کی ایک باندی نے (منصور کی موت کے بعد) اپنے مالک سے کہا کہ: اے ابا جان! منصورؒ کی چھت پر جو لکڑی کھڑی رہتی تھی وہ کہاں غائب ہوگئی؟

اس نے کہا: بیٹی! وہ لکڑی نہ تھی بلکہ خود منصورؒ تھے جو رات میں قیام اللیل میں مشغول رہا کرتے تھے۔ (اس سے نماز میں ان کے خشوع و خضوع کی حالت معلوم ہوتی ہے کہ اس طرح ساکت کھڑے ہوتے تھے کہ تاریکی میں دیکھنے والے ایک نصب شدہ لکڑی تصور کیا کرتے تھے۔ سبحان اللہ)

عطاء بن جبلہ رحمتہ اللہ علیہ ایک بزرگ ہیں فرماتے ہیں کہ منصورؒ بن المعتمر کی وفات کے بعد لوگوں نے ان کی والدہ سے پوچھا کہ منصورؒ کے کیا خاص اعمال و معمولات تھے؟

انہوں نے فرمایا کہ:

''وہ ایک تہائی رات تلاوت قرآن میں ایک تہائی رات گریہ و بکاء میں اور ایک تہائی رات دعا میں گزارتے تھے۔''

﴿ابو حیان التیمیؒ کا قیام﴾

محمد بن جعفر بن عونؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن ادریس نے بیان کیا کہ:

''میں نے رات کی تاریکی کو ابو حیان التیمیؒ سے زیادہ ہلکا کسی دوسرے کے اوپر نہیں پایا۔ ایک بار ہم ان کے ہمراہ تھے ہم نے دیکھا کہ جب رات کی تاریکی پھیل جاتی تو وہ (دعا و عبادت اور گریہ وزاری میں اتنے زیادہ بے چین و مضطرب ہو جاتے) جیسا کہ بھڑوں کے چھتے میں ہاتھ ڈالا جائے تو بھڑیں بے چین و متحرک ہو جاتی ہیں اور جس طرح ان بھڑوں کی بھنبھاہٹ ہوتی ہے اسی طرح ابو حیان بھی گریہ وزاری کیا کرتے تھے۔

﴿ربیعؒ بن صبیح کا حال﴾

عبداللہ بن غالبؒ فرماتے ہیں کہ:

''میں ربیعؒ بن صبیح کی خدمت کیا کرتا تھا، جب وہ تہجد کی نماز کیلئے بیدار ہوا کرتے تھے تو میں ان کے وضو کا پانی لا کر رکھتا تھا۔ اس وقت گھر کے کونوں سے تہجد گزاروں اور شب بیداروں کی دعاؤں کی ایسی آوازیں آتی تھیں جیسے شہد کی مکھیوں کی بھنبھاہٹ جب انہیں چھتے سے نکال کر بھڑکا دیا جائے۔ فرماتے ہیں کہ: ربیعؒ نے جب سے عبادات کو اپنا شہر بنالیا تھا تو بہت کم وہاں سے نکلتے تھے، ان کا رات کا قیام بہت طویل ہوتا تھا۔''

﴿صفوانؒ بن سلیم کا قیام﴾

محمد بن ابی منصورؒ فرماتے ہیں کہ صفوانؒ بن سلیم فرمایا کرتے تھے کہ:

''میں نے اللہ عزوجل سے عہد کیا ہے کہ میں اپنے رب سے ملاقات تک (موت تک) اپنا پہلو بستر پر نہیں رکھوں گا۔''(یعنی رات بستر پر نہیں گزاروں گا)

مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ اس عہد کے بعد صفوانؒ چالیس برس رہے اور اپنے عہد کو پورا کرتے ہوئے بستر پر نہیں لیٹے، حتیٰ کہ جب نزع کا وقت شروع ہوا تو ان سے کہا گیا کہ ''اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے! اب تو بستر پر لیٹ جائیں۔

فرمایا کہ اگر میں لیٹ جاؤں تو میں اللہ سے اپنے عہد کو پورا کرنے والا نہ رہوں گا۔ چنانچہ ٹیک لگا کر بٹھا دیا گیا اور اسی حال میں روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

اہل مدینہ کہا کرتے تھے کہ: ''صفوانؒ کی پیشانی میں سجدوں کی کثرت سے شگاف پڑ گیا تھا''۔

﴿ہند بن عوف﴾

طلق بن معاویہ فرماتے ہیں کہ:

''ہمارے ہاں ایک بزرگ تھے، جن کا نام ہند بن عوف تھا۔ ایک سفر سے گھر واپس تشریف لائے تو ان کی اہلیہ نے ان کیلئے بستر تیار کیا۔ یہ اس پر سو گئے ان کا معمول تھا کہ رات میں کسی پہر اٹھ کر تہجد پڑھا کرتے تھے، اس رات سفر کی تھکاوٹ کی بناء پر سوتے رہے۔ بیدار ہونے کے بعد معمول چھوٹ جانے پر اتنا رنجیدہ ہوئے کہ قسم کھالی کہ آئندہ بستر پر کبھی نہیں سوئیں گے۔''

﴿حضرت تمیم داریؓ کا اپنے نفس کا علاج﴾

مشہور محدث حضرت محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ، جو مشہور صحابی ہیں ایک بار رات کو

سوئے تو تہجد کیلئے بیدار نہ ہو سکے اور اس رات تہجد قضا ہو گئی اور صبح ہوگئی۔ اس کی وجہ سے اپنے نفس کو اتنی شدید سزا دی کہ اگلے سال بھر تک پوری رات قیام اور تہجد میں گزارتے تھے۔''

﴿آخرت کے ہولناک حالات سے کیسے نجات حاصل کریں﴾

ابو بکر الہذلیؒ بصرہ کے کسی شخص سے جس کا نام غالباً عبدالنور السکسکی ہے روایت فرماتے ہیں اس نے کہا کہ:

''بنو تمیم میں سے ایک شخص نے عبادت گزاری کی راہ اختیار کی، اس کا معمول تھا کہ وہ اپنی رات کو نماز سے زندہ رکھتا، اس کی والدہ نے اس سے کہا کہ: بیٹا! اگر تم رات میں کچھ دیر سو جایا کرو تو اچھا ہے۔ اس نے کہا اماں جان! آپ دو باتوں میں سے کونسی بات چاہتی ہیں؟۔''

یہ کہ میں آج (دنیاوی زندگی میں) رات کو سو کر گزاروں اور کل (آخرت میں مجھے چین کی نیند نصیب نہ ہو سکے' یا یہ کہ میں آج زندگی میں راتیں سو کر نہ گزاروں تو شاید کل آخرت میں حساب و کتاب کی سختیوں سے محفوظ کر دیا جاؤں اور راحت پانے والوں کے ساتھ میں بھی چین وسکون کی نیند کا مزہ پالوں۔

والدہ نے کہا: بیٹا! اللہ کی قسم! میں تو فقط تمہاری راحت و آرام کی خواہش مند ہوں اور آخرت کی راحت مجھے تمہاری دنیا کی راحت سے زیادہ محبوب ہے۔ پس تم جانو اور تمہارا کام۔ بلکہ اے بیٹا! تم حلف اٹھالو کہ ساری زندگی کی راتیں تہجد و قیام میں جاگ کر گزارو گے تو شاید امید ہے کہ کل روز حساب کی سختیوں سے نجات حاصل کرلو ورنہ تو میرا نہیں خیال کہ تمہاری نجات ہو گی۔

یہ سن کر اس نے اتنی زور سے چیخیں ماریں کہ اسی وقت انتقال ہو گیا اور ماں کے ہاتھوں سے گر پڑا۔

اس کے بعد بنوتمیم کے معزز لوگ ان کے پاس بیٹے کی تعزیت کیلئے آئے تو وہ یہ کہتی تھیں۔ ہائے بیٹا! روز قیامت سے پہلے ہی، روز قیامت سے پہلے ہی۔

راوی کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال تھا کہ:

''یہ ماں اپنے بیٹے سے زیادہ افضل ہیں۔''

عبادان کے ایک عبادت گزار شخص کے احوال

صلتؒ بن حکیم فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابو عاصم العبادانیؒ نے فرمایا:

''جب پہلے پہل میں نے عبادان میں سکونت اختیار کی تو وہاں بنو سعد کے ایک بزرگ ہمارے پاس آیا کرتے تھے، یہ وہ زمانہ تھا کہ وہاں بت پرستی کا دور دورہ تھا، جب ان بزرگ کا معمول تھا کہ رات دن نماز میں مشغول رہا کرتے تھے اور یوں لگتا تھا کہ ان پر تھکاوٹ کا ذرہ بھی اثر نہیں ہے۔ جب سحر کا وقت ہوتا تو وہ چادر لپیٹ کر ساحل سمندر کی طرف نکل جاتے تھے اور وہاں جا کر روتے اور اپنی ذات پر گریہ وزاری کرتے۔ اور جب کسی انسان کی آہٹ پاتے تو گریہ وزاری موقوف کر دیا کرتے تھے۔''

ابو عاصم العبادانی فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے بھی ساحل کی طرف رخ کیا تو ایک آواز نے میرے قدم روک لئے' میں نے سنا کہ وہی رو رہے تھے اور اسی گریہ و بکا میں یہ اشعار پڑھ رہے تھے:

''اے آنکھ! تجھ پر افسوس ہے' تاریک راتوں میں خوب آنسو بہا کر دونوں جہاں کی سعادت حاصل کر لے، شاید قیامت کے روز تو زمانہ بھر کی خیر وسعادت حاصل کر کے بامراد ہو جائے۔''

جب انہوں نے میری آہٹ سنی تو خاموش ہو گئے، ابو عاصم فرماتے ہیں کہ میں انہیں اسی حال میں چھوڑ کر واپس چلا آیا۔

﴿محمد بن النضر الحارثیؒ کے قیام کا حال﴾

عمار بن عمرو البجلیؒ فرماتے ہیں کہ ایک بار ہم حضرت محمد بن النضر الحارثیؒ کے ہمراہ مکہ مکرمہ کے سفر پر نکلے، راستہ میں رات بھر جب بھی ہم کسی وقت بیدار ہوتے تو محمد بن النضر کو ایک ہی حالت پر بیٹھے قرآن کی تلاوت کرتا ہوا پاتے اور ہمارا خیال ہے کہ ہمارے مکہ مکرمہ میں داخل ہونے تک وہ سارا راستہ سوئے نہیں اور اس عبادت و شب بیداری کے ساتھ ہی ان کا یہ حال تھا کہ جب کہیں قافلہ پڑاؤ کرتا تو محمد بن النضر الحارثیؒ ساتھیوں کی خدمت میں ہمہ تن مصروف ہو جاتے تھے، ان سے کہا جاتا کہ: ابو عبدالرحمٰن! (یہ ان کی کنیت تھی) اس کام (خدمت) کیلئے ہم کافی ہیں۔ فرماتے کہ ہرگز نہیں۔ کیا تم میرے ثواب میں کمی کرنا چاہتے ہو؟

﴿حضرت عطاء الخراسانیؒ کا حال﴾

عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عطاء الخراسانیؒ کے ہمراہ ہوتے تھے، ان کا معمول تھا کہ اپنی راتوں کو ذکر و تلاوت، دعا و مناجات سے زندہ رکھتے تھے اور جب تہائی یا آدھی رات گزر جاتی تو اپنے خیمہ میں سے ہمیں آواز دیکر پکارا کرتے تھے کہ اے عبدالرحمٰن بن یزید بن جابر، اے ہشام ابن الغاز! اے فلاں کھڑے ہو جاؤ اور وضو کر کے نماز (تہجد) پڑھو کیونکہ دنیا کی ان راتوں کا قیام اور دنیا کے ان ایام (دنوں) کا روزہ آہنی ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے پہننے سے زیادہ آسان ہے اور پیپ کا پانی پینے سے زیادہ سہل ہے۔ (یعنی دنیا میں تہجد اور روزوں کی مشقت برداشت کر لینا جہنم کی مذکورہ کلفتوں اور عذاب کے برداشت کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ یہ کام کر لو گے تو جہنم اور اس کے مذکورہ عذابوں سے نجات حاصل ہو جائے گی۔ پھر فرماتے کہ: یہ مضمون اللہ کے رسول ﷺ نے وحی ربانی کے ذریعہ بتلایا ہے۔ بعدازاں پھر اپنی نماز میں مشغول ہو جاتے تھے۔

﴿حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حال﴾

ابو خالد الوالبیؒ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب رات میں قیام فرماتے اور تہجد میں قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے تو کبھی تو اپنی آواز پست کر لیا کرتے تھے اور کبھی بلند کر لیا کرتے تھے اور فرماتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہی معمول تھا۔''

﴿تہجد گزاروں کے حالات وصفات﴾

حضرت عمر بن ذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

جب عبادت گزار یہ دیکھتے ہیں کہ رات ان پر حملہ کر چکی ہے اور وہ غفلت و مدہوشی میں مبتلا، تھکے ماندہ لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے آرام دہ بستروں پر پرسکون نیند لے رہے ہیں اور وہ اپنے نرم وگداز بچھونوں پر خواب خرگوش میں مست ہیں تو یہ بندگانِ خدا اللہ کے سامنے خوشی خوشی کھڑے ہو جاتے ہیں اور انہیں وہ فرحت ومسرت حاصل ہوتی ہے جو انہیں شب بیداری اور تہجد میں طویل قیام کی صورت ہی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔

چنانچہ وہ اپنے جسموں سے رات کا استقبال کرتے ہیں اور اپنے چہروں کی تابانیوں سے رات کی تاریکی کا مقابلہ کرتے ہیں۔ رات ان پر اس حال میں گزرتی ہے کہ نہ ان کی تلاوت ختم ہوئی ہوتی ہے نہ ان کی گریہ وزاری۔ نہ ان کے جسم رات بھر کی عبادت وریاضت سے تھکے ماندے ہوتے ہیں۔

دونوں طرح کے لوگوں کی صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ ایک فریق کی رات نفع بخش ہو کر ان سے گزر چکی ہوتی ہے اور دوسرے فریق والے نیند اور راحت وآرام سے خوب سیراب ہو کر بیدار ہوتے ہیں۔ ایک گروہ صبح ہونے پر پھر اگلی رات کی آمد کے انتظار

میں لگ جاتا ہے تاکہ عبادت وریاضت سے اس رات کو آباد کرے جبکہ دوسرا فریق دنیا کی رعنائیوں میں مشغول ہوجاتا ہے) ان دونوں فریقوں کے درمیان کس قدر بُعد ہے۔

پس اے لوگو! اللہ تم پر رحم فرمائے اس رات اور اس کی تاریکی میں اپنی ذات کیلئے اعمال (صالحہ) میں مشغول ہوجاؤ۔ بلاشبہ دھوکہ میں مبتلا وہی شخص ہے جسے رات اور دن کی خیر سے گھاٹا ہوگیا، اور محروم وہی ہے جو رات دن کی نعمتوں اور رحمتوں سے محروم رہا۔ اہل ایمان کو اپنے پروردگار عزوجل کی اطاعت کی طرف جو راہ دکھائی گئی ہے، دوسرے لوگوں پر وہی راہ حجت اور وبال ہے ان کی غفلت کے سبب سے، لہٰذا اپنے نفسوں کو زندہ رکھو ان راتوں میں کیونکہ دلوں کی زندگی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی ہے۔

کتنے ہی بندگانِ خدا ہیں جو راتوں کی تاریکی میں اپنے رب کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں، کل قبر کی تاریکی میں وہ اپنے اس قیام پر رشک کریں گے اور کتنے ہی ایسے ہیں جو ان راتوں میں غفلت کی نیند سوتے رہے وہ اس وقت اپنی طویل نیندوں پر حسرت و ندامت کریں گے جب کل روزِ قیامت اللہ عزوجل کے ہاں اہل عبادت کا اعزاز واکرام دیکھیں گے۔ لہٰذا ان لحاتِ زندگی اور زندگی کی ان راتوں اور دنوں کو غنیمت جانو، اللہ تم پر رحم فرمائے۔ آمین

ربیع بن عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں کہ حسینؒ فرماتے ہیں کہ:

''ہم نے ان بندگانِ خدا کی صحبت اختیار کی ہے جو ان تاریک راتوں کو اپنے رب کے سامنے سجدہ وقیام میں گزارتے تھے، وہ راتوں میں اپنے قدموں پر کھڑے ہو جاتے اور ان کے آنسو ان کے رخساروں پر بہتے رہتے تھے، کبھی رکوع میں تو کبھی سجدہ میں، اپنی گردنوں کو خدا کی پکڑ سے آزاد کرانے کیلئے اپنے رب سے مناجات کرتے تھے، حشر کے دن کی اچھی آرزوئیں اور امیدیں ان کے دلوں میں اس طرح رچ بس گئی تھیں کہ رت جگوں کی مشقت اور تھکاوٹ انہیں ملول و ماندہ نہیں کر سکتی تھی، یہ بندگانِ خدا اللہ عزوجل کے سامنے کھڑے ہونے کی مشقت ومحنت کے باوجود اپنے جسموں کو تروتازہ و خوش باش پاتے رہے اور اللہ عزوجل کے ہاں سے بہترین اجروثواب کی امیدوں سے

خوش ہوتے رہے۔

اللہ تعالیٰ اس بندہ پر رحم فرمائے جو اس قسم کی طاعات و اعمال میں مشغول رہتا ہے اور دین کے امور میں اپنے نفس کی کوتاہی کو برداشت نہیں کرتا، نہ ہی طاعات وحسنات میں سے تھوڑے پر راضی ہوتا ہے، اس لیے کہ (وہ جانتا ہے) دنیا کا اپنے رہنے والوں سے رشتہ منقطع ہونے والا ہے اور ہر انسان کے اعمال سامنے آنے والے ہیں۔ اتنا فرمایا اور پھر حسینؒ رونے لگے اور اتنا روئے کہ ان کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔

اسماعیل بن مسلم فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصریؒ سے پوچھا گیا کہ کیا وجہ ہے تہجد گزاروں کے چہرے سب سے زیادہ خوبصورت اور اچھے ہوتے ہیں؟

فرمایا: اس لئے کہ انہوں نے اللہ عزوجل کیلئے ساری دنیا سے گوشہ نشینی اختیار کرلی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنے نور کا لباس پہنا دیا۔

اللہ تعالیٰ سے مناجات کی فضیلت

یحییٰ بن ابی کثیرؒ فرماتے ہیں کہ:

''خدا کی قسم! اللہ کے مقرب بندے تنہائی میں اللہ عزوجل سے جب سرگوشی و مناجات کرتے ہیں تو انہیں اس سے اتنی محبت پیدا ہوتی ہے اور وہ حظ و سرور آتا ہے جتنی ایک شخص کو اپنی دلہن سے سہاگ رات کی تنہائی سے محبت و الفت پیدا ہوتی ہے اور لذت و سرور حاصل ہوتا ہے بلکہ اس سے زیادہ۔''

اللہ کے عاشقوں کی صفات

حسن بن ابی الحسنؒ فرمایا کرتے تھے:

بلاشبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ گویا انہوں نے جنت کو دیکھ رکھا ہو اور وہ جنت میں تکیہ سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوں (یعنی جنت کی طلب وشوق و ذوق

اتنا ہے گویا وہ جنت ہی میں رہتے ہوں) اور دوسری طرف ان کا حال یہ ہے کہ گویا انہوں نے جہنم کو دیکھ رکھا ہو اور وہ جہنم کے عذاب میں گرفتار ہوں (اس طرح جہنم سے پناہ مانگتے ہیں جیسے وہاں کی سخت سزائیں دیکھ رکھی ہوں) ان کے دل غمزدہ رہتے ہیں، نفس کی شرارتوں سے مامون، ان کی ضروریات محدود اور ان کے دل پاکیزہ ہیں۔

جب رات ہوتی ہے تو وہ اپنے پاکیزہ قدموں کے ساتھ اپنی جبین نیاز بارگاہ خداوندی میں عجز و نیاز کے ساتھ ٹیک دیتے ہیں، اس سے مناجات کرتے ہیں جہنم کے عذاب سے اپنی گردنوں کو چھڑانے کی درخواست کرتے ہیں اور جب دن ہوتا ہے تو وہ بڑے حلیم الطبع، نیک سیرت، دین کے علم سے بہرہ ور، صاف دلوں والے ہوتے ہیں، جن پر خوف خداوندی چھایا ہوتا ہے۔

دیکھنے والا انہیں دیکھتا ہے تو انہیں مریض سمجھتا ہے لیکن انہیں کوئی مرض نہیں ہوتا۔ دیکھنے والا کہتا ہے کہ یہ کسی مصیبت میں مبتلا ہیں جبکہ انہیں فقط ایک بڑے امر (خدا کے سامنے پیشی) کا خوف ہوتا ہے۔

﴿عَبّادؒ کا اپنے عُبّاد (عبادت گزار) بھائیوں کیلئے مرثیہ﴾

عَبّاد بن زیاد التمیمیؒ اپنے زمانہ کے اہل سلوک وعبادت میں سے ہیں۔ انہوں نے ایک بار اپنے عبادت گزار و شب زندہ دار ساتھیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے بتایا کہ وہ طاعون کی وبا میں مبتلا ہو کر انتقال کر گئے، عَبّادؒ نے ان کا مرثیہ کہتے ہوئے یہ اشعار کہے:

ترجمہ

”وہ ایسے نوجوان تھے جن کے ظاہر سے خوف وخشیت الٰہی ہویدا تھی، وہ قرآن کے احکام کے غلام اور ان کے ماننے والے تھے، ان کی جلد کثرت تہجد سے کمزور ہو گئی تھی حتی کہ وہ کمزور، زرد رو اور ہڈیوں کا پنجر بن گئے تھے۔ ان کے پہلو خوف خداوندی کی بناء پر ایسے وقت میں بستروں سے جدا رہتے تھے جب غفلت زدہ

انسانیت نیند کے مزے لے رہی ہوتی تھی، رات میں ان پر گریہ و بکا اور آہ وزاری کا غلبہ ہوتا تھا اور ان کے دن روزہ کی حالت میں گزرتے تھے، قرآن کریم جو ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے کی تلاوت ان کا شیوہ تھی اور ان کی راتوں کی تنہائیاں وہ سجدہ وقیام سے آباد تھیں۔"

عبداللہ بن مبارکؒ اور اہلِ عبادت

محمدؒ بن ابی بکر فرماتے ہیں کہ محدث جلیل اور شیخ وقت حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ اہل عبادت وریاضت کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ اشعار کہتے ہیں:

ترجمہ

"ان (اہلِ عبادت و ریاضت) کا بستر تو ان کے ازار اور تہبند ہیں اور ان کے تکیے فقط ان کے جسم کے کپڑے اور زرہیں ہیں۔ ان کی راتیں نہیں ہیں مگر خوف وخشیت سے بھرپور، ان کی نیند نہیں ہے مگر گھونسلہ میں بند ایک خوفزدہ پرندہ کی نیند۔ خوفِ خدا سے ان کے رنگ ایسے زرد ہیں گویا ان کے چہروں پر مدس (زرد رنگ کی خوشبو) بکھیر دی گئی ہو۔"

بعض اوقات لوگوں کے سونے کے بعد جب وہ روتے اور گڑگڑاتے ہیں تو گویا ان کے رونے کی آوازیں کسی کے انتقال پر انا للہ پڑھنے والوں اور نوحہ کرنے والوں کی آوازیں ہوتی ہیں (یعنی انتہائی دردناک اور دل کی گہرائیوں سے خدا کے سامنے روتے ہیں) ان کے ہاں ذکر کی مجالس ہوتی ہیں جن میں، میں بھی حاضر ہو چکا ہوں اور ان کی آنکھیں اللہ کے دیدار کی تڑپ میں اشکبار رہتی ہیں۔

تہجد گزاروں کے ثواب کا بیان

حضرت وھبؒ بن منبہ فرماتے ہیں کہ:

’’تہجد گزار میدانِ حشر سے اس وقت تک نہ ہٹیں گے جب تک ان کے پاس اعلیٰ ونفیس قسم کے موتی لائے جائیں گے اوران میں روح پھونکی جائے گی (گویا وہ سواری کے قابل ہو جائیں گے) پھر شب بیداروں سے کہا جائے گا کہ چلو جنت میں اپنے اپنے ٹھکانوں اور قیام گاہوں کی طرف ان موتیوں پر سوار ہوکر، چنانچہ وہ ان پر سوار ہوں گے اور وہ موتی (جو اس وقت پرندوں کی صورت میں ہوں گے) انہیں لیکر بلند پروازی کریں گے سب لوگ حیرت سے انہیں دیکھیں گے اور آپس میں کہیں گے: یہ کون لوگ ہیں جن پر اللہ عزوجل نے ہمارے درمیان میں سے خاص فضل واحسان فرمایا:۔‘‘

راوی کہتے ہیں: وہ اسی طرح پرواز کرتے رہیں گے یہاں تک کہ وہ جنت میں اپنے ٹھکانوں اور مکانات میں پہنچ جائیں گے‘‘۔

نوٹ: اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہیں ابو عاصم العبادانی، حافظ ابن حجرؒ نے تقریب التہذیب میں ان کی تضعیفکی ہے اور انہیں ’’لیّن الحدیث‘‘ کہا ہے۔ اس بناء پر سند کے اعتبار سے اس حدیث میں ضعف پایا جاتا ہے۔ (زکریا)

جنت میں کس عمل کے نتیجہ میں پہنچے؟

مغیرہ بن حبیب فرماتے ہیں کہ:

’’عبداللہ بن غالب الحدانیؒ کا جب (کسی جہاد میں) دشمن سے سامنا ہوا تو فرمانے لگے: دنیا کی تمام نعمتیں جو ہمیں ملیں وہ سب قربان، اللہ کی قسم! مجھے دنیا میں گھر کی بھی محبت نہیں ہے ہاں اگر اپنے چہرہ کے ساتھ شب بیداری سے مجھے محبت نہ ہوتی اور اے میرے مالک! تیرے سامنے تیری رضا کیلئے اپنی جبین نیاز ٹیکنے کی تمنا نہ ہوتی اور رات کی تاریکی میں تیرے اجروثواب کی امید اور

تیری رضا کے حصول کی تڑپ میں اپنے اعضاء و جوڑوں کو حرکت
دینے (یعنی نماز پڑھنے) کی خواہش نہ ہوتی تو میں دنیا اور دنیا
والوں سے جدائی کا مشتاق اور متمنی ہوں۔''

(یعنی دنیا میں رہنے کی وجہ فقط یہی ہے کہ تیری بندگی اور عبادت میں وقت
گزاروں)

راوی کہتے ہیں کہ:

پھر شیخ حدانیؒ نے اپنی تلوار کی نیام توڑ ڈالی (کہ یہ تلوار اب جیتے جی واپس نیام
میں جانے والی نہیں) اور آگے بڑھے اور دشمنوں سے لڑائی کرتے رہے۔ یہانتک کہ
لڑتے لڑتے ڈھیر ہو گئے۔ میدانِ کارزار سے انہیں اٹھایا گیا تو آخری سانسیں باقی تھیں،
مجاہدین کے کیمپ تک پہنچنے سے قبل ہی شہید ہو گئے۔ جب انہیں دفن کر دیا گیا تو ان کی قبر
سے مشک کی خوشبو پھوٹنے لگی، ان کے ساتھیوں میں سے کسی نے انہیں خواب میں دیکھا تو
پوچھا کہ:

اے ابو فراس! آپ کے ساتھ کیا معاملہ ہوا؟

فرمایا: بہت اچھا معاملہ ہوا! انہوں نے پوچھا کہ آپ کو (جنت و جہنم میں سے)
کس طرف لے جایا گیا؟

فرمایا: جنت کی طرف، پوچھا کہ کس عمل کی بنا پر؟

فرمایا: کمالِ یقین، کثرت تہجد اور دوپہر کے وقت کی پیاس (روزہ) کی بناء پر!

پوچھا کہ یہ جو آپ کی قبر سے ایک پاکیزہ خوشبو پھوٹ رہی ہے یہ کیسی ہے؟

فرمایا: یہ تلاوتِ قرآن اور روزہ کی حالت کی پیاس برداشت کرنے کی وجہ سے
ہے۔ کہا کہ مجھے کچھ وصیت کر دیں۔

فرمایا: میں تمہیں ہر نیکی اور طاعت کی نصیحت کرتا ہوں۔ کہا کہ مزید نصیحت
فرمائیں۔ فرمایا: اپنے آپ کیلئے نیکی کماؤ۔ تمہارے دن رات بیکار نہ گزریں۔ کیونکہ میں نے
نیکو کاروں کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اچھے مراتب حسنات اور نیکیوں کے ذریعہ حاصل کئے ہیں۔

﴿روزِ قیامت تہجد گزاروں کا مقام﴾

بِشر ؒ بن مصلح العتکی فرماتے ہیں کہ مجھ سے ابراہیم ؒ بن خلد بن میناس نے بیان کیا (اور وہ اللہ کی قسم! اللہ کا خوف رکھنے والے اور ظاہر و باطن میں اچھائی کرنے والے انسان تھے) کہ تصویر کشی کرنے والوں میں سے ایک شخص نے مجھ سے بیان کیا کہ:

''خواب میں مجھے قیامت کا منظر دکھلایا گیا، میں نے اپنے بھائیوں میں سے بعض کو دیکھا کہ ان کے چہرے تروتازہ اور رنگ دمکتے ہوئے ہیں۔ جسموں پر قیمتی جوڑے ہیں۔ مجمع قیامت میں سے ذرا ایک طرف کو ان کا مجمع لگا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا: ان لوگوں کا کیا معاملہ ہے جو یہ قیمتی لباسوں میں ملبوس ہیں جبکہ سب لوگ برہنہ ہیں، ان کے چہرے روشن اور تروتازہ ہیں جبکہ باقی سب لوگ اسی طرح غبار آلودہ چہرے والے ہیں جیسے قبر سے اٹھے تھے۔''

کسی کہنے والے نے مجھے جواب دیا کہ:

ان کے جسموں پر جو تم لباس فاخرہ دیکھ رہے ہو تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مخلوق میں سے انبیاء علیہم السلام کے بعد سب سے پہلے موذنین اور قرآن کی خدمت کرنے والوں کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ اور انکے چہروں کی تروتازگی اور رونق درحقیقت بدلہ ہے ان کی کثرتِ تہجد اور جنت میں ذخیرہ ہونے والے ثواب کی عظمت کے ساتھ کی جانے والی شب بیداریوں کا۔

وہ مصورِ کہتا ہے کہ: پھر میں نے دیکھا کہ کچھ لوگ اعلیٰ نسل کے گھوڑوں کی سواری کر رہے ہیں۔ میں نے کہا: کیا بات ہے یہ لوگ سواری پر سوار ہیں اور باقی سب لوگ ننگے پیر پیدل ہیں؟ اس سے کہا گیا کہ: یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ عزوجل کی قربت و تقرب کے حصول کی خاطر اپنے قدموں پر طویل قیام کرتے تھے۔ اللہ نے انہیں بہترین بدلہ عطا فرمایا ہے۔ انہیں وہ نفیس (سواریاں) گھوڑے دیئے گئے ہیں جو لید اور پیشاب

نہیں کرتے اور وہ بیویاں دی گئی ہیں جو نہ بوڑھی ہوں گی اور نہ انہیں موت آئیگی۔

مصور کہتا ہے کہ اللہ کی قسم! میں یہ سب دیکھ کر خواب میں چیخ پڑا کہ:

عبادت گزاروں کا کیا ہی مقام ہے، آج کے روز تو انکا مقام سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا اور میں اپنے حالات کی وجہ سے خوفزدہ اور گھبرایا ہوا تھا کہ کہیں اسی حالت میں موت نہ آجائے اور توبہ کی مہلت بھی نہ مل سکے۔)

﴿محمدؒ بن حجادہ﴾

سفیانؒ فرماتے ہیں کہ:

محمد بن حجادہ اہل عبادت میں سے ایک بزرگ تھے، ان کے متعلق کہا جاتا تھا کہ وہ رات کو بہت ہی کم سوتے تھے۔ ایک خاتون نے جوان کے پڑوس میں رہا کرتی تھیں (خواب میں) دیکھا کہ ان کی مسجد کے نمازیوں میں کپڑے تقسیم کیے جا رہے ہیں۔ جب تقسیم کرنے والا محمدؒ بن حجادہ کے پاس پہنچا تو اس نے ایک سر بمہر تھیلا منگوایا اور اس میں سے ایک ایسا قیمتی سبز جوڑا نکالا کہ میری نظریں اس پر ٹکتی نہ تھیں اور وہ محمدؒ بن حجادہ کو پہنا دیا اور کہا کہ یہ آپ کو بہت زیادہ شب بیداری کے صلہ میں پہنایا گیا ہے۔

﴿عجیب وغریب﴾

وھب بن منبہ فرماتے ہیں کہ:

"جس نے شبِ جمعہ میں سورہ بقرہ وسورہ آل عمران پڑھی اس کو ایک ایسا نور عطا ہوگا جو عجیب وغریب کے درمیان ہوگا۔

ابو اسحاق الصنعانیؒ کہتے ہیں کہ میں نے محمدؒ بن ابی سعید (راوی) سے پوچھا کہ عجیب وغریب سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: عجیب سب سے نچلی زمین ہے اور غریب عرشِ باری تعالیٰ ہے۔

سورۃ البقرہ کی فضیلت

عبدالرحمٰن بن الاسودؒ سے روایت ہے کہ:

''جس شخص نے رات میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی اسے جنت میں ایک تاج پہنایا جائے گا۔''

امتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام پر رحمتِ پیغمبرانہ

اوزاعیؒ حسانؒ بن عطیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

''دو رکعتیں جو بندہ رات کے وسط میں پڑھے اس کے لئے وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں اور اگر مجھے اپنی امت پر مشقت اور تنگی کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں ان پر یہ (دو رکعات) تہجد فرض کر دیتا۔''

سحر کے وقت قیام کی فضیلت

محاربؒ بن دثار اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ:

''ایک بار میں سحر کے وقت حضرت ابن مسعودؓ کے پاس سے گزرا تو وہ یہ کلمات کہہ رہے تھے ''یا اللہ! تو نے مجھے بلایا میں نے تیری پکار پر لبیک کہا، تو نے مجھے حکم دیا میں نے تیری اطاعت کی، یہ سحر کا وقت ہے پس تو میری مغفرت فرما دے۔''

صبح ہوئی تو میں حضرت ابنِ مسعودؓ کے پاس گیا تو ان سے کہا کہ میں نے سحر کے وقت آپ کے وہ کلمات سن لئے تھے جو آپ نے کہے تھے، پھر میں نے انہیں وہ کلمات بتلا دیئے۔ ابن مسعودؓ نے فرمایا:

حضرت یعقوب علیہ السلام نے جب اپنے بیٹوں (یوسف علیہ السلام کے

بھائیوں) کے متعلق یہ کہا تھا میں عنقریب اپنے رب سے تمہارے لیے استغفار اور دعا کروں گا تو اس کو سحر کے وقت تک موخر کر دیا تھا (کیونکہ سحر کے وقت کی گئی دعا قبولیت کے زیادہ قریب ہوتی ہے)۔

﴿حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول﴾

مشہور تابعی نافعؒ فرماتے ہیں کہ:

''حضرت ابن عمرؓ رات میں کثرت سے نوافل و نماز میں مشغول رہا کرتے تھے، میں دروازہ پر کھڑا رہتا تھا اور ان کی تلاوت کا اکثر حصہ سمجھ لیا کرتا تھا۔ بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ابن عمرؓ مجھے پکارتے اے نافع! کیا سحر کا وقت ہو گیا؟ اگر میں کہتا ہاں تو تلاوت سے رک جاتے اور استغفار شروع کر دیا کرتے تھے۔''

محمد بن حجادہ، مرزوقؒ سے جو حضرت انسؓ بن مالک کے آزادہ کردہ غلام ہیں سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت انسؓ سے قرآن کریم کے ارشاد جو متقیوں کی صفات کے بیان میں ہے کہ:

﴿وبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾ (الذاریات:۱۸)

''اور سحر کے وقت وہ استغفار کرتے ہیں۔''

کے متعلق فرمایا کہ وہ ستر بار استغفار کرتے ہیں۔

اسی طرح حضرت حسن بصریؒ نے (وبِالْاَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْن) کے متعلق فرمایا کہ: یہ اہل تقویٰ سحر کے وقت تک نمازیں پڑھتے رہتے تھے' پھر دعا و تضرع اور مناجات و استغفار میں مشغول ہو جاتے تھے۔

اسی طرح سعید بن ابی الحسنؒ نے ارشادِ باری تعالیٰ:

﴿كَانُوْ قَلِيْلاً مِّنَ اللَّيْلِ مَا يَهْجَعُوْنَ﴾ (الذاریات)

کے متعلق فرمایا کہ ایسا ''بہت ہی کم ہوتا ہے کہ کسی رات ان پر نیند کا

غلبہ ہو جائے۔''

ابو العالیہؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

''یہ وہ لوگ ہیں جو رات سے اس کا حصہ حاصل کیا کرتے تھے (نیکی اور طاعات میں سے)۔''

جبکہ قتادہؒ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ نقل کیا ہے کہ اس آیت کے معنی ہیں:

''وہ مغرب وعشاء کے مابین سوتے نہیں تھے۔''

مالک بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، سے عشاء سے قبل سونے کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے مجھے جھڑک دیا اور فرمایا کہ:

''اہل تقویٰ کا حال قرآن نے یہ بیان کیا ہے کہ: وہ رات میں بہت کم سونے والے ہیں۔'' یعنی مغرب وعشاء کے درمیان نماز میں مشغول رہا کرتے تھے۔

حفص بن میسرہ ابو عمر الصغانیؒ ہشام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''ایک آواز لگانے والا (منادی) ابتدائی رات میں آواز لگاتا ہے: کہاں ہیں عبادت گزار؟ چنانچہ کچھ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور اللہ عزوجل کی رضا کیلئے درمیان رات میں نماز میں مشغول ہو جاتے ہیں پھر سحر کے وقت منادی پکارتا ہے کہاں ہیں عمل کرنے والے؟ کہا کہ وہ سحر کے وقت استغفار کرنے والے ہیں۔''

خوش دل لوگ

سفیانؒ فرماتے ہیں کہ:

''ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب رات کا پہلا پہر ہوتا ہے تو ایک منادی آواز لگاتا ہے: سنو! عبادت گزار لوگ کھڑے ہو جائیں۔ پس کچھ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں

اور خدا تعالیٰ کی حسب مشیت و توفیق نماز پڑھتے ہیں، پھر درمیانے پہر میں وہی یا کوئی دوسرا منادی کہتا ہے: سنو! اطاعت گزار لوگ کھڑے ہو جائیں، چنانچہ کچھ لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور اسی طرح سحر کا وقت ہونے تک نماز میں مشغول رہتے ہیں۔ پھر جب سحر کا وقت ہو جاتا ہے تو ایک منادی ندا کرتا ہے کہاں ہیں استغفار کرنے والے؟ پس وہ پہلے سے عبادت کرنے والے استغفار و تسبیح وغیرہ میں مشغول ہو جاتے ہیں اور مزید کچھ لوگ تسبیح (یعنی نماز (تہجد) میں مشغول ہو جاتے ہیں اور پہلوں سے جا ملتے ہیں''۔

پھر جب فجر طلوع ہو جاتی ہے اور روشنی نمودار ہو جاتی ہے تو منادی آواز لگاتا ہے کہ: سنو! غفلت میں پڑے ہوئے لوگ کھڑے ہو جائیں، چنانچہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد اپنے بستروں سے اس طرح اٹھ کھڑی ہوتی ہے جیسے اپنی قبروں سے اٹھے ہوں۔

سفیانؒ فرماتے ہیں کہ تم اس شخص کو (جو ساری رات غفلت کی نیند سوتا رہا) دیکھو گے کہ وہ تنگ دل وملول ہے۔ پوری رات اس نے بستر پر مردار کی طرح گزار دی اور صبح اس حال میں کی کہ اپنے نفس کو لہو ولعب کے پیغام دیتا رہا، جبکہ شب بیداروں کو تم دیکھو گے کہ اعضاء سے انکسار و تواضع جھلکتا ہوگا اور خوش باش مطمئن دل والے ہوں گے۔

ابن ابی الزنادؒ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''میں سحر کے وقت رسول اللہ ﷺ کی مسجد (نبوی) جانے کیلئے گھر سے نکلتا تھا راستہ میں جس گھر سے بھی گزر ہوتا تو اس میں کوئی نہ کوئی تلاوت قرآن کر رہا ہوتا تھا۔''

(یعنی خیر القرون میں تہجد و شب بیداری اور رات میں قرآن کی تلاوت میں مشغول ہونا ایک عام معمول تھا)۔

ایک اور روایت میں ابن ابی الزنادؒ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''جب ہم نو عمر اور نوجوان تھے تو بعض اوقات کسی ضرورت وحاجت کیلئے ہمیں سفر کرنا پڑتا تھا اور رات کے آخری پہر سفر کرنے کیلئے ہم

ایک دوسرے کو وقت دیا کرتے تھے کہ تمہارا وقت مقررہ اہل قرآن
کی قرأت کا وقت ہے۔"
(یعنی شب بیداروں کا وقتِ تلاوت اتنا مؤکد اور یقینی تھا کہ وہ لوگ اپنے
کاموں کیلئے اسے معیار بنایا کرتے تھے)۔

﴿شیطان کی گرہیں﴾

ام خالد بنت خالد بن سعید بن العاص رات میں اپنے گھر کی خواتین سے کہا
کرتی تھیں کہ:
"اٹھو اور شیطان کی گرہیں کھول دو' یہ سونے کی گھڑیاں نہیں ہیں۔"
فائدہ: معلوم ہوا کہ شیطان سونے والوں کو نیند میں مزید مست رہنے کیلئے گرہیں لگاتا ہے۔

﴿رات کا کونسا وقت افضل ہے؟﴾

جریریؒ فرماتے ہیں کہ:
ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ: حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ
السلام سے دریافت فرمایا کہ رات کا کونسا پہر (عبادت کیلئے) زیادہ افضل ہے؟
حضرت جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ: یہ تو میں نہیں جانتا البتہ اتنا ہے کہ
سحر کے وقت عرشِ رحمٰن ہلنے لگتا ہے۔ (یہ روایت ضعیف ہے) (زکریا)
حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ:
"رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ' یا رسول اللہ! ﷺ فلاں شخص
آج ساری رات سوتا رہا۔ یہانتک کہ صبح ہوگئی۔ آپ ﷺ نے
فرمایا: شیطان نے اس کے کانوں میں پیشاب کر دیا ہے۔"
فائدہ: یہ حدیث صحیح ہے، امام بخاریؒ، مسلم، نسائی، اور ابن ماجہ نے اسے روایت کیا ہے۔ یہ
کنایہ ہے نیند سے۔

(باب)

﴿تہجد کیلئے نیا اور عمدہ لباس پہننے والے حضرات﴾

یزید بن خنیسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے عبدالعزیز بن ابی روادؒ کو حضرت مغیرہ بن حکیم الصنعانیؒ کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا کہ جب وہ تہجد کیلئے کھڑے ہوتے تو اپنے کپڑوں میں سب سے اچھے کپڑے زیب تن کرتے اور اپنے گھر والوں کی خوشبو بھی لگاتے تھے اور اہل تہجد میں ان کا ایک خاص مقام ہے۔

﴿عمرؒ بن الاسود﴾

عمرؒ بن الاسود ایک بزرگ ہیں۔ ان کا معمول تھا کہ دو سو درہم کا ایک جوڑا خریدتے تھے اور ایک دینار میں اسے سلواتے تھے، دن بھر اسے جسم پر ڈالے رکھتے تھے اور رات میں اس کو پہن کر تہجد کی نماز میں مشغول ہو جایا کرتے تھے۔

﴿حضرت تمیم داریؓ﴾

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلی فرماتے ہیں کہ

> ''حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ جب رات میں بیدار ہوتے تو مسواک طلب کرتے (پھر مسواک سے فارغ ہو کر) اپنا سب سے اچھا جوڑا منگواتے اور اس جوڑے کو صرف تہجد کی نماز کیلئے ہی پہنتے تھے۔''

حضرت محمد بن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ حضرت تمیم داریؓ نے ایک ہزار درہم میں ایک چادر خریدی اور اسے پہن کر نماز کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ثابت البنانیؒ فرماتے ہیں کہ تمیم داریؓ نے فرمایا

"رمضان کی جس رات میں لیلۃ القدر کی امید واحتمال ہوتا تھا اس رات وہ چار ہزار درہم میں خریدا ہوا جوڑا زیب تن فرمایا کرتے تھے۔"

فائدہ: ان روایات سے معلوم ہوا کہ انسان کو اپنا مال خدا تعالیٰ کی عبادت میں خرچ کرنا چاہئے۔ بالخصوص لباس اور قیمتی پہناوے جو بالعموم تقریبات اور دوسروں کو دکھلانے اور نام ونمود اور جھوٹی نمائش کیلئے پہنے پہنائے جاتے ہیں انہیں خدا کی رضا اور طاعات والے کاموں اور عبادات میں پہننا چاہئے۔

آج کے دور میں قیمتی کپڑے تو صرف ریا کاری اور لوگوں پر اپنی جھوٹی شان ظاہر کرنے کیلئے پہنے جاتے ہیں اور نماز اور عبادات کے اوقات میں گندے سندے اور گھریلو کام کاج کے کپڑے پہنے جاتے ہیں۔ یعنی دنیا کے بے حقیقت اور لوگوں کے سامنے تو اعلیٰ لباس پہنے جاتے ہیں جبکہ احکم الحاکمین کے دربار عالی میں اور خصوصی خلوت کی ملاقات (تہجد) کیلئے عام کپڑے پہنے جاتے ہیں۔ یہ درست نہیں۔ البتہ نئے اور قیمتی کپڑے پہننا کوئی فرض وواجب نہیں، نہ ہی انکے حصول کیلئے اسراف کرنا اور وقت ومحنت ضائع کرنا درست ہے بلکہ بلا کسی مشقت کے اگر اچھے اور عمدہ کپڑے موجود ہوں تو انہیں پہننے میں تکلف نہیں کرنا چاہئے اور نیت اللہ کو راضی کرنے کی رکھنی چاہئے۔ واللہ اعلم (زکریا)

﴿رات میں بیدار ہونے کے بعد کیا دعا پڑھیں؟﴾

حضرت عبادہؓ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص رات میں بیدار ہوا اور اس نے بیدار ہونے کے بعد یہ کلمات کہے۔"

﴿لا الہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ لہ الملکُ ولہ الحمدُ وھو علی کل شیءٍ قدیرہ سبحان اللہ والحمد اللہ ولا الہ الا

﴿اللہ و لا حول و لا قوّۃ الا باللہ﴾(بخاری، ابوداؤد)

پھر یہ دعا مانگی: ''رَبِّ اغۡفِرۡلِیۡ'' تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔

ولید (راوی) کہتے ہیں کہ: جب یہ کلمات کہہ کر وہ دعا مانگتا ہے تو اس کی دعا قبول ہوتی ہے اور جب کھڑے ہو کر وضو کرتا ہے اور نماز پڑھتا ہے تو اس کی نماز قبول کی جاتی ہے۔

حضرت سعیدؒ بن المسیب سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ جب رات میں بیدار ہوتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

﴿لا الٰہ الّا اللّٰہ سبحانک اللّٰھم انی استغفرک لذنبی واسألک رحمتک اللّٰھم زدنی علماً و لا تزغ قلبی بعد اذ ھَدیۡتَنِیۡ وھَبۡ لِی من لَدُنۡکَ حمداً انک انت الوھاب﴾

(ابو داؤد، نسائی ''فی عمل الیوم'')

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: جس شخص نے یہ کلمات کہے:

﴿سبحان اللّٰہِ وَالحمد اللہ و لا الہ الا اللہ واللہ اکبر و لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم﴾

''تو اسے ہزار نیکیاں عطا ہوں گی۔''

﴿تہجد گزاروں کیلئے خاص انعام﴾

عبدالملک مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ:

''بے شک جنت میں ایک درخت ہے اس کی جڑ میں سے ایک دو دھاری گھوڑا نکلتا ہے جس پر زمرد اور یاقوت کی زین اور لگام ہوتی ہے اس کے بہت سارے پر ہیں وہ نہ لید اور گوبر کرتا ہے نہ پیشاب، اللہ عزوجل کے مقرب اور اولیاء اس پر سواری کریں گے اور وہ انہیں لے کر جنت میں جہاں وہ چاہیں اڑتا پھرے گا۔ ان سے نچلے طبقہ کے جنتی

انہیں دیکھ کر پکاریں گے اور کہیں گے:

اے ہمارے رب! ہمیں دکھایئے کہ تیرے ان بندوں نے یہ عزت و کرامت کس عمل کے ذریعہ حاصل کی؟

اللہ تعالیٰ شانہٗ ارشاد فرمائیں گے:

''بلاشبہ تم لوگ نیند کے مزے اڑاتے تھے اور یہ راتوں کو قیام اللیل میں گزارتے تھے، تم کھانے پینے کی لذتوں میں منہمک ہوتے تھے تو یہ روزہ کی بھوک پیاس برداشت کرتے تھے، تم اپنا مال بچا کر بخل کیا کرتے تھے اور یہ خدا کی راہ میں اپنا مال لٹایا کرتے تھے، یہ عمل کرنے میں ہمت والے تھے اور تم کمزوری دکھاتے رہتے تھے۔'' (وله، شاهد عن الحسن بن عليؓ)

﴿تہجد کیلئے اہلِ خانہ کو بھی بیدار کرنا چاہیئے﴾

یعقوب بن عقبہ فرماتے ہیں کہ:

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا معمول تھا کہ جب رات میں بیدار ہوتے تو اپنے گھر والوں کو بھی بیدار فرمایا کرتے تھے۔''

﴿ابن عمرؓ کا معمول﴾

مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عمرؓ کی صحبت اختیار کی اور مسلسل ان کی صحبت میں رہا۔ ان کا معمول تھا کہ رات میں نماز پڑھا کرتے تھے، پھر وتر پڑھ کر میرے پاس تشریف لاتے تھے، جب طلوع فجر ہو جاتا تھا تو کھڑے ہو کر دو رکعت پڑھا کرتے تھے (فجر کی سنتیں) بعض اوقات آپ رات میں مجھے بھی (کھڑے ہونے کا) اشارہ فرمایا کرتے تھے۔

﴿حضرت علیؒ بن عبداللہ﴾

آلِ عباسؓ کے ایک آزاد کردہ غلام جن کا نام رُزیق تھا اور جو پانی پلانے پر مامور تھے فرماتے ہیں کہ ایک بار علیؒ بن عبداللہؒ بن عباسؓ (حضرت عباسؓ کے پوتے) نے ایک تختی جو مروہ پہاڑ کے پتھر کی تھی بھیجی جس پر انہوں نے سجدہ کیا تھا، سفیانؒ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا خیال تھا کہ حضرت علیؒ بن عبداللہ روزانہ چار سو رکعات پڑھتے ہیں۔

﴿حضرت سعید بن جبیرؒ﴾

معاویہ بن اسحاق فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت سعیدؒ بن جبیر (مشہور تابعی جنہیں حجاج بن یوسف نے شہید کرا دیا تھا) سے میری ملاقات مکہ مکرمہ میں وضو خانہ کے قریب ہوئی تو میں نے انہیں دیکھا وہ نماز میں بھاری آواز کے ساتھ قرآن کی تلاوت کر رہے ہیں۔

میں نے پوچھا کہ: کیا بات ہے آپ کی زبان بھاری کیوں ہو رہی ہے؟

فرمایا: میں نے آج رات ڈھائی قرآن ختم کیا ہے۔ (کثرتِ تلاوت کی بناء پر زبان بوجھل ہوگئی ہے)

﴿رات کی نماز کے بعد حالت﴾

شہرؒ بن حوشب فرماتے ہیں کہ ابو عبدالرحمٰنؒ نے ایک شخص سے کہا کہ تمہاری رات کی نماز کیسی ہوتی ہے؟ یعنی کتنی پڑھتے ہو فرمایا کہ: جتنی اللہ تعالیٰ چاہے (اس کی توفیق کے بقدر) البتہ اللہ کی قسم! میں رات کی ابتداء میں نماز شروع کرتا ہوں پھر صبح ہوتی ہے تو میں ابتدائی رات کی طرح چاق و چوبند ہوتا ہوں"

﴿نیند دور کرنے کے طریقے﴾

عطیہؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بہت سے شب بیدار تہجد گزاروں کو دیکھا ہے (وہ

بیداری اور نیند بھگانے کیلئے مختلف طریقے استعمال کرتے تھے) ان میں سے بعض ایک لوہے کے کڑے اور حلقہ میں ہاتھ ڈال دیا کرتے تھے جب اونگھ آتی تھی تو اپنا ہاتھ سر کے اوپر تک لے جایا کرتے تھے جس سے تکلیف ہوتی تھی (اور نیند کا علاج ہو جاتا تھا) اور بعض دائیں بائیں تکیہ سے ٹیک لگاتے تھے جب وہ گر جاتا تو یہ نماز کیلئے اٹھ کھڑے ہوتے تھے اور بعض اپنے بستر کے نیچے ہاون دستہ رکھ لیا کرتے تھے جب وہ تکلیف پہنچاتا تو یہ بیدار ہو جایا کرتے تھے۔

فائدہ: غفلت کی نیند سے بچنے اور نماز کیلئے کھڑے ہونے کے یہ طریقے ضرورت ایجاد کی ماں ہے کے تحت شروع کئے گئے تھے، اس دور میں گھڑی ہی کا وجود نہ تھا تو الارم والی گھڑیوں کا کیا وجود ہوتا۔ مقامِ افسوس ہمارے لیے ہے کہ ہر طرح کی سہولت حاصل ہونے کے باوجود ہماری غفلت تہجد تو رہی ایک طرف، فجر کی نماز سے بھی محروم کر دیتی ہے۔ اللہ ہماری غفلت کو دور فرمائے اور اپنے محبوب بندوں میں ہمیں شامل فرمائے۔ آمین (ذکریا)

﴿تہجد گزاروں کیلئے خاص اکرام﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ’’بے شک جنت میں کچھ بالا خانے ایسے ہیں جن میں باہر سے اندر کا اور اندر سے باہر کا منظر نظر آتا ہے (غالباً شیشے یا اس طرح کی کسی چیز سے بنے ہوئے ہوں گے)۔‘‘ واللہ اعلم

پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! وہ کس کے واسطے ہوں گے؟ فرمایا: اس کے لئے

> ’’جس نے اچھی بات کی، سلام کی کثرت کی، روزوں پر مداومت اختیار کی، کھانا کھلانے کی صفت اختیار کی اور جب سب لوگ نیند

میں مدہوش ہوتے اس وقت (تہجد کے وقت) نماز کی عادت اپنائی۔''

روز قیامت شب بیداروں کا اعزاز

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام اگلے پچھلے لوگوں کو جمع کر دے گا تو ایک منادی آواز لگائے گا' وہ لوگ کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو بستروں سے (خدا کی رضا جوئی کیلئے) جدا رہتے تھے۔ چنانچہ کچھ لوگ کھڑے ہو جائیں گے اور وہ بہت تھوڑے ہوں گے۔ اس کے بعد سب لوگوں سے حساب لیا جائے گا۔''

فائدہ: یہ دونوں احادیث بالاسند میں ضعف اور بعض راویوں کے غیر ثقہ ہونے کی بنا پر ضعیف اور موضوع قرار دی گئی ہیں۔(زکریا)

سعیدؒ بن جبیر کا خوفِ آخرت

قاسم بن ابی ایوبؒ فرماتے ہیں کہ:

حضرت سعید بن جبیرؒ رات میں خوف آخرت سے اس قدر رویا کرتے تھے کہ ان کی آنکھیں چندھیا گئی تھیں اور بینائی خراب ہوگئی تھی۔

عمرو بن عتبہؒ کا خوفِ آخرت

ہشام صاحب الدستوائیؒ فرماتے ہیں کہ:

''جب عمروؒ بن عتبہ بن فرقد کا انتقال ہوا تو ان کے بعض شاگردان کی بہن کے پاس حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ ہمیں ان کے

کچھ حالات بتلایئے۔''

انہوں نے کہا کہ:

ایک رات عمروؒ بن عتبہ نماز کیلئے کھڑے ہوئے اور سورۃ حٰمٓ (سورۃ المومن) شروع کردی۔ جب آیت کریمہ:

﴿وَ اَنۡذِرۡهُمۡ یَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ......﴾ (المومن ۸ پ) پہنچے تو صبح تک اسی کی تلاوت کرتے رہے اور اسی کو دہراتے رہے (آخرت اور قیامت کی فکر سے)

ترجمہ آیت: ''اور انہیں ڈرایئے ایک مصیبت والے دن (قیامت) سے جب کلیجے منہ کو آجائیں گے اور (مارے غم کے) گھٹ گھٹ جائیں گے۔''

﴿عظیم انعامات﴾

یزید الرقاشیؒ فرماتے ہیں کہ میں اور ثابت اور دیگر کچھ لوگ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ: آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تہجد اور قیام اللیل کے متعلق کچھ سنا ہے؟ فرمایا: حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ:

''جس نے قرآن کریم کی پچاس آیات (رات میں) تلاوت کرلیں وہ غفلت شعاروں میں نہیں لکھا جائے گا، اور جس نے سو آیات کی تلاوت کی اس کیلئے پوری رات کھڑے ہونے کا ثواب لکھا جائے گا، جس نے دوسو آیات کی تلاوت کی جبکہ وہ حافظ قرآن ہوتو اس نے گویا اس کا حق ادا کردیا (یعنی روزانہ جتنی تلاوت قرآن کریم کا حق ہے وہ ادا کردیا) اور جس نے پانچ سو سے ہزار آیات تک تلاوت کی تو اس کا اجروثواب ایک ہزار دینار صبح سے پہلے پہلے صدقہ کرنے والے کے برابر ہوگا۔''

﴿جامع نصیحت﴾

ضرار بن مسلم الباھلیؒ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے فرمایا:

''اے انس! رات اور دن میں نماز کی کثرت کرو، حفاظت کرنے والی ذات تمہاری (ہر شر وفتنہ سے) حفاظت فرمائے گی۔''

﴿منصورؒ بن زاذانی کی عبادت﴾

سعید بن عامر اپنے ایک علاء نامی پڑوسی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:

''میں واسط (شہر) کی مسجد میں آیا موذن نے ظہر کی اذان دی' منصورؒ بن زاذان تشریف لائے اور نوافل میں مشغول ہوگئے میں نے دیکھا کہ نماز (جماعت) شروع ہونے سے قبل انہوں نے گیارہ رکعات پڑھیں (ممکن ہے کسی وتر کی قضا کی ہو)۔'' واللہ اعلم

﴿عبادت گزار بندوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک﴾

ہیثم بن جماذ البکاءؒ فرماتے ہیں کہ حبیب ابومحمدؒ نے یزید الرقاشیؒ سے فارسی میں کچھ بات کی جو کچھ یوں تھی:

حبیب ابومحمد: اہل عبادت کی آنکھیں دنیا میں کس چیز سے ٹھنڈی ہوتی ہیں؟

یزید الرقاشیؒ: دنیا میں عبادت گزاروں کی آنکھیں جن چیزوں سے ٹھنڈی ہوتی ہیں ان میں سب سے ٹھنڈک والی چیز میرے علم کے مطابق رات کی تاریکیوں میں تہجد کا اہتمام ہے۔

حبیب ابومحمد: اور آخرت میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث کیا چیز ہوگی؟

یزید الرقاشیؒ: میرے علم کے مطابق آخرت میں عبادت گزاروں کے نزدیک جنت کی

نعمتوں اور اس کی خوش کن اور فرحت پہنچانے والی اشیاء میں سب سے زیادہ لذیذ اور ان کیلئے سب سے زیادہ ٹھنڈک صاحب جبروت و کبریاء اللہ رب العزت کا دیدار اور رویت ہوگی، جب حجابات اٹھا دیئے جائیں گے اور پروردگار عزوجل کی تجلی ظاہر ہوگی'' ۔

یہ سن کر حبیبؒ ابو محمد نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہو کر گر گئے ۔

حضرت عمرؓ کا خوف آخرت

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ:

حضرت عمرؓ بن الخطاب رات کو وتر (جو تہجد کے آخر میں پڑھتے تھے) کی نماز میں کسی ایسی آیت کی تلاوت کرتے جس میں احوال آخرت بیان کئے گئے ہوں تو بے ہوش ہو کر گر جاتے اور ان کی اسی طرح عیادت کی جاتی جیسے مرض کی حالت میں عیادت کی جاتی تھی۔

جن کو دیکھنے سے پروردگار کو خوشی ہو

ابو سعیدؓ مرفوعاً حدیث بیان کرتے ہیں کہ:

''تین طرح کے افراد ہیں جن کی طرف اللہ عزوجل دیکھتے ہیں تو تبسم فرماتے ہیں (جیسا کہ ان کی شانِ عالی کے شایان ہے) ایک وہ جو رات میں نماز تہجد کیلئے کھڑا ہوتا ہے، دوسرے وہ افراد جو فرض نماز کیلئے صف باندھتے ہیں۔ تیسرے وہ افراد جو دشمن سے جہاد و قتال کیلئے صف درست کرتے ہیں۔''

شیطان کی گرہیں کیسے کھلیں؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی سو جاتا ہے تو شیطان اس کی گدی (گردن کے پچھلے حصہ) پر تین گرہیں لگاتا ہے۔ جب (بندہ نماز کیلئے) بیدار ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے (یعنی بیدار ہونے کی مسنون دعا پڑھتا ہے) تو ایک گرہ کھل جاتی ہے اور جب وضو کر لیتا ہے تو ایک اور گرہ کھل جاتی ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو تمام گرہیں کھل جاتی ہیں اور اس کی صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ اس کی طبیعت میں نشاط و تازگی اور دل کی خوشگواری ہوتی ہے۔ ورنہ (اگر وہ ذکراللہ اور وضو نماز نہ کرے تو) اس کی صبح اس حال میں ہوتی ہے کہ دل میں تنگی اور جسم میں سستی ہوتی ہے۔'' (متفق علیہ)

تہجد کے متعلق حکمِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم فرمایا کہ ہم رات میں تھوڑی یا زیادہ (جس قدر توفیق ہو) تہجد کی نماز ضرور پڑھیں اور غالباً یہ بھی فرمایا کہ رات کی آخری نماز وتر بنائیں۔ (یعنی وتر آخر میں پڑھیں۔ (طبرانی فی معجم الکبیر ۔۷. رقم ۶۹۲۵)

وتر رات میں کس وقت پڑھے جائیں؟

حارثؓ بن معاویہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ وتر رات کے اول حصہ میں ہوں یا درمیانی یا آخر رات میں؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا:

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر طرح سے پڑھے ہیں۔'' (یعنی عشاء کے بعد رات کے کسی بھی حصہ میں پڑھ سکتے ہیں)۔

﴿خدائی پکار﴾

سعید بن ابی سعید المقبریؒ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب رات کا ایک تہائی پہر یا آدھی رات گزر جاتی ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتے ہیں (جیسا کہ ان کی شان کے مناسب ہے) اور ارشاد ہوتا ہے۔''

''ہے کوئی دعا مانگنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں، ہے کوئی مغفرت کا طلبگار کہ میں اس کی مغفرت کروں، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کروں (یہ خدائی پکار جاری رہتی ہے) یہانتک کہ فجر طلوع ہو جاتی ہے۔''

﴿مبنی برحقیقت جواب﴾

حجاج صوافؒ فرماتے ہیں کہ صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم قیام اللیل (تہجد) کیلئے اٹھنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔

ابن مسعودؓ نے فرمایا: تمہارے گناہوں نے تم کو اپاہج کر ڈالا''۔

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ گناہوں کی کثرت اور ان پر اصرار کی نحوست ہے کہ تہجد کی توفیق نہیں ہوتی۔

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ:

''بندہ جب گناہ کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی نحوست سے تہجد کی توفیق سے محروم ہو جاتا ہے۔''

﴿فرشتوں کی نظر میں اہلِ تہجد﴾

کُرز بن وبرہؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت کعبؓ فرماتے ہیں کہ:

''بلاشبہ فرشتے آسمان سے تہجد کی نماز پڑھنے والوں کو ایسا دیکھتے ہیں جیسا تم آسمان کے ستاروں کو دیکھتے ہو۔''

﴿بشارت ہو اہلِ تہجد کو﴾

داؤد بن ہلال النصیبیؒ بعض اہل علم سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

''راتوں کو تہجد میں مشغول رہنے والوں کو خوشخبری ہو، انہیں تاریک راتوں میں اپنے رب کے سامنے کھڑے رہنے کی بناء پر ایک دائمی نور عطا فرمایا جاتا ہے، وہ رات کی تاریکیوں میں اپنے قدموں پر چلتے اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کی سجدہ گاہوں کو ٹٹولتے تھے، اپنے رب ذوالجلال سے راتوں کے اندھیروں میں گڑگڑا کر دعائیں مانگتے ہیں، انہوں نے اپنی سجدہ گاہوں میں زراعت کی ہے، ان کی کھیتی ان کی آنکھوں کے پانی سے سیراب ہوتی رہی، انہوں نے اپنے محتاجی کے دن کیلئے کاشت کاری کی ہے، چنانچہ انہوں نے اس کا انجام یہ پایا کہ ان کے دل اپنے پروردگار عزوجل کے پاس اٹکے ہوئے ہیں جبکہ ان کے جسم نیند سے بوجھل جسم تھکے ماندہ ہیں، اللہ سے ڈر اور خوف نے انہیں پیشانی کے بل زمین پر گرا دیا ہے، اپنے رب کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں۔''

﴿نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعائے نیم شبی﴾

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

''ایک رات میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے بستر سے غائب پایا تو میں نے اٹھ کر اپنے ہاتھ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ٹٹولا، (اندھیرے کی وجہ سے) میرے ہاتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدموں پر پڑے جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سجدہ میں تھے، میں نے سنا آپ یہ کلمات کہہ رہے تھے۔''

''اے میرے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں، اور تیری پکڑ سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں، اور میں تجھ سے تیری پناہ میں آتا ہوں، میں تیری تعریف کو شمار نہیں کر سکتا، تو ویسا ہی ہے جیسی تو نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''

﴿عبدالرحمٰن بن محیریزؒ﴾

عمرو بن عبدالرحمٰن بن محیریزؒ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ:

''میرے دادا ابن محیریزؒ ہر سات رات میں قرآن کریم ختم کر لیا کرتے تھے، رات میں ان کیلئے بستر بچھایا جاتا تھا، صبح کو بعینہ اسی حالت میں ملتا جیسا بچھانے کے وقت ہوتا تھا۔''

﴿محمد بن واسعؒ﴾

ابوشوذب فرماتے ہیں کہ:

''محمد بن واسعؒ کا ایک بالا خانہ تھا، رات کے وقت اوپر چڑھ جاتے اور کمرہ میں داخل ہو کر اندر سے بند کر لیا کرتے تھے (تاکہ یکسوئی

سے تہجد میں مشغول ہوسکیں)۔''

کلمہ حکمت بزبان نبوت

ایک قریشی بزرگ جن کا نام عامر بن سعود تھا فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

''سردی کا روزہ ٹھنڈی غنیمت ہے سردی کی راتیں طویل اور دن چھوٹے ہوتے ہیں (لہٰذا روزہ آسان ہوتا ہے اور تہجد کیلئے خوب وقت حاصل ہوتا ہے۔''

قرآن والوں کے لئے ایک پکار

مجاہد (مشہور تابعی) فرماتے ہیں کہ جب سردی کا موسم شروع ہوجاتا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے تھے:

''اے قرآن والو! تمہاری نماز (تہجد) کیلئے راتیں لمبی ہوچکی ہیں اور تمہارے روزوں کیلئے دن چھوٹے ہوچکے ہیں پس اس زمانہ کو غنیمت سمجھو''

ثابت البنانیؒ کی دعا

جعفرؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بے شمار مرتبہ ثابت البنانیؒ کو سنا کہ دعاؤں میں یہ دعا ضرور مانگتے تھے:

''اے اللہ! اگر تو کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت دے تو مجھے اجازت دے کہ میں اپنی قبر میں نماز پڑھا کروں۔''

اسی طرح یہ دعا بھی مانگا کرتے تھے:

''اے دوبارہ اٹھانے والے! اے بندوں کے وارث! مجھے میری قبر میں اکیلا مت چھوڑنا' بے شک تو تمام وارثوں سے بہتر وارث

ہے۔''

﴿مُرّہ الھمدانیؒ کی تہجد کا حال﴾

حضرت عطاءؒ بن السائب فرماتے ہیں کہ:

''مُرّہ الھمدانیؒ روزانہ چھ سو رکعات پڑھا کرتے تھے، فرماتے ہیں کہ ایک روز کچھ لوگ ان کے گھر میں داخل ہوئے اور ان کی سجدہ کی جگہ دیکھی تو دیکھا کہ گویا وہ اونٹوں کے آرام کی جگہ ہے۔'' (یعنی سجدوں کی کثرت سے زمین میں گڑھا پڑ گیا تھا جیسے اس جگہ پر زمین گہری ہو جاتی ہے جہاں اونٹ آرام کرتے ہیں)۔

﴿تہجد کے بارے میں نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طرز عمل﴾

حضرت صفوان بن معطل سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ عشاء کی نماز پڑھی، پھر سو گئے، پھر آدھی رات گزرنے پر بیدار ہوئے اور سورہ آل عمران کی یہ دس آیات تلاوت کیں۔ بعد ازاں مسواک لیکر دانتوں میں مسواک کی، وضو فرمایا اور دو رکعات پڑھیں، میں نہیں جانتا کہ ان کا قیام زیادہ طویل تھا یا رکوع یا سجود، پھر کچھ دیر کو سو گئے اور بیدار ہوئے، کچھ آیات تلاوت کیں، مسواک کیا، وضو کیا اور پھر کھڑے ہو کر حسب سابق دو رکعات ادا کیں، پھر ہر دو رکعات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر کیلئے سوتے رہے اور اٹھ کر دو دو رکعات پہلی دو رکعات کی طرح ادا کرتے رہے۔ یہاں تک کہ گیارہ رکعات پڑھ لیں۔ (جن میں سے آٹھ تہجد اور تین آخری وتر کی تھیں)۔'' (رواہ الطبرانی فی الکبیر: ۳۴۳/۸)

﴿حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کے احوال﴾

عبدالرحمٰنؒ بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ صحابی جلیل حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ (کی شہادت کے بعدان) کی زوجہ سے کسی صاحب نے نکاح کرلیااوران سے کہا کہ:

''میں نے یہ نکاح خواہش نفسانی کی تکمیل کیلئے نہیں کیا بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ تم مجھے بتلاؤ کہ عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ تنہائی میں کیا عمل کیا کرتے تھے،شاید میں بھی ان کی اقتداءاور پیروی کروں؟

انہوں نے کہا کہ ان کا معمول تھا کہ جب بھی وضو کیا کرتے نماز (تحیۃ الوضو) پڑھتے ، جب گھر میں داخل ہوتے تو نماز پڑھتے ، گھر سے نکل کر اپنے حجرہ میں جانے لگتے تو نماز پڑھتے ، حجرہ میں جا کر پھر نماز پڑھتے اور وہاں سے گھر میں داخل ہو کر پھر نماز پڑھتے تھے''۔

حضرت سالم مولیٰ ابن عمرؓ، حضرت ابن عمرؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اللہ تعالیٰ عبداللہؓ بن رواحہ پر رحمتیں نازل فرمائے ، وہ سفر کے دوران نماز کے وقت پڑاؤ کرلیا کرتے تھے۔''

فائدہ: مسافر کیلئے سفر کے دوران مسافت طے کرنا سب سے اہم ہوتا ہے اور وہ منزل تک جلد از جلد پہنچنے کی فکر میں کم سے کم پڑاؤ کرنا چاہتا ہے۔شرعاً بھی اس کی اجازت ہے کہ وقت کے بچاؤ کیلئے ایسے وقت میں پڑاؤ کرلے کہ دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرلے۔لیکن نماز کی اہمیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر نماز کیلئے پڑاؤ کرے، حضرت ابن رواحہؓ کا یہی معمول تھا اوراس پر زبانِ رسالت مآب ﷺ سے انہیں دعائے رحمت حاصل ہوئی۔(زکریا)

﴿تہجد کیلئے گھر والوں کو بیدار کرنے کی فضیلت﴾

حضرت ابو سعید الخدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص رات میں بیدار ہو اور اپنے گھر والوں کو بھی جگائے (اہلیہ کو) اور دونوں دو رکعات پڑھیں تو دونوں کو اللہ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مردوں اور ذکر کرنے والی عورتوں میں لکھ لیا جاتا ہے۔'' (ابو داؤد)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تہجد

حارثہ بن مضرب کہتے ہیں کہ میں نے حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو سنا فرماتے تھے:

''غزوہ بدر کے موقع پر ہم میں سے حضرت مقداد بن الاسود کے سوا کوئی گھڑ سوار نہیں تھا (سب یا تو اونٹوں پر سوار تھے یا پیدل) اور بلاشبہ میں نے اس رات سب ساتھیوں کو دیکھا سب سوئے ہوئے تھے سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک ببول کے درخت یا کسی دوسرے درخت کے سامنے کھڑے نماز پڑھتے رہے آدھی رات سے صبح (طلوع فجر) تک۔''

فائدہ: غالباً دیگر اصحاب کرامؓ سفر کی تھکاوٹ اور اگلی صبح کے معرکہ کی تیاری کی بناء پر ابتداء رات میں ہی تہجد سے فارغ ہو کر سو گئے ہوں گے۔ واللہ اعلم

رمضان اور قرآن

مجاہدؒ تابعی ہیں، فرماتے ہیں کہ:

''علی الازدیؒ کا معمول تھا کہ رمضان المبارک میں ہر رات میں ایک قرآن کریم ختم کر لیا کرتے تھے' جبکہ مغرب وعشاء کے مابین نیند پوری کیا کرتے تھے۔''

﴿صومِ داوٗدی﴾

عمروؒ بن اوس، حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشادفرمایا:

''بہترین روزے، داوٗد علیہ السلام کے روزے ہیں جو آدھا زمانہ روزہ رکھتے تھے اور بہترین نماز، داوٗد علیہ السلام کی نماز ہے (یعنی نفلی روزوں کی ترتیب اور نفلی نمازوں کی ترتیب) ان کا معمول تھا کہ رات کے پہلے نصف پہر میں آرام فرماتے اور آخری میں نماز پڑھا کرتے تھے' جب رات کا آخری چھٹا حصہ باقی رہ جاتا تو (پھر کچھ دیر کیلئے) سو جاتے تھے۔''

فائدہ

آدھا زمانہ روزہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے تھے اور حضور علیہ السلام کے فرمان کے مطابق نفلی روزوں اور نفلی نمازوں کی یہ بہترین، معتدل اور متوازن ترتیب تھی جس میں ہر جانب کی رعایت ہوتی تھی۔ اہل عبادت وریاضت کیلئے اس میں بڑی نصیحت ہے۔

ہشیمؒ فرماتے ہیں کہ:

''منصورؒ بن زاذان نے اپنی وفات سے قبل بیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔''

عمروؒ بن عون کہتے ہیں کہ:

''خود ہشیمؒ کا حال یہی تھا کہ وفات سے قبل بیس برس تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔''

(یعنی ساری رات عبادت وریاضت میں گزاردی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

حضرت جُبیرؓ بن مطعم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز (تہجد) پڑھتے ہوئے دیکھا۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر کہتے ہوئے تین بار فرمایا: اللہ اکبر، تین بار فرمایا، والحمد اللہ کثیراً، تین بار فرمایا: سبحان اللہ بکرۃً واصیلاً۔ اس کے بعد فرمایا:

"اے اللہ! میں شیطان مردود سے تیری پناہ مانگتا ہوں اس کی چھیڑ سے، اس کے تھتکارنے سے اوراس کی پھونک سے۔" (اخرجہ ابوداؤد)

عمرو بن مرّہ کہتے ہیں: نفخ (پھونک) شیطان سے مراد تکبر ہے، نفث (تھتکارنے) سے مراد بالوں میں جادو وغیرہ کرنا ہے اوراس کی ہمز (چھیڑ) موت ہے۔

آدھی رات کی دعا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدھی رات کے وقت یہ دعا مانگا کرتے تھے:

"آنکھیں سوگئی ہیں، ستارے ڈوب چکے ہیں اور تو حی و قیوم ہے، تجھ سے نہ دھیرے دھیرے اترنے والی رات چھپی ہے نہ برجوں والا آسمان، نہ یہ پھیلی ہوئی زمین تیری نظر سے مخفی ہے نہ گہرا سمندر جس کی تاریکیاں ایک کے اوپر ایک ہیں تو نگاہوں کی خیانت سے باخبر ہے اور دلوں کے بھید سے واقف ہے۔"

"اے اللہ! میں تیرے لیے وہ گواہی دیتا ہوں جو تو نے خود اپنی ذات پر دی ہے اور تیرے ساتھ تیرے فرشتوں نے وہ گواہی دی ہے، تیرے انبیاء اور اہل علم نے دی ہے اور جس نے وہ گواہی نہیں

دی تو میری گواہی اس کی گواہی کے قائمقام ہے، بے شک تو سلام ہے، سلامتی تیری ہی طرف سے ہے، اے بزرگی وعظمت والے تو بہت برکت والا ہے۔"

"اے اللہ! میں تجھ سے اپنی گردن کو جہنم سے آزاد کرنے کا سوال کرتا ہوں۔"

﴿وتر کی دعاؤں میں سے ایک دعا﴾

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ جب رات میں بیدار ہوتے تو مسواک فرماتے اور یہ آیت پڑھتے تھے:

﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ﴾ (آل عمران: ۱۹)

اور وتر کے آخر میں یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

"اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَمِنْ خَلْفِیْ نُوْراً وَ مِنْ تَحْتِیْ نُوْراً وَمِنْ فَوْقِیْ نُوْراً وَعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْراً وَعَنْ شِمَالِیْ نُوْراً وَاَعْظِمْ لِیْ نُوْراً"

"اے اللہ! میری نگاہوں میں نور عطا فرما، میرے پیچھے نور فرما، میرے نیچے نور فرما، میرے اوپر نور کردے میرے دائیں نور کردے میرے بائیں نور کردے اور میرے نور کو بڑھادے۔"

﴿کہیں تم پر تہجد فرض نہ ہو جائے﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"رسول اللہ ﷺ نے ایک رات اپنے کسی حجرہ میں نماز تہجد ادا فرمائی، بعض لوگوں نے آپ کو دیکھ لیا تو وہ بھی آکر پردہ کے پیچھے

آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ دوسری رات بھی ایسا ہی ہوا' تین راتوں تک اسی طرح ہوتا رہا۔''

جب چوتھی رات ہوئی تو حضور علیہ السلام نے اس جگہ پر نماز نہیں پڑھی، صبح ہوئی تو لوگوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! رات ہم آپ کے منتظر رہے اس امید میں کہ آپ باہر تشریف لائیں گے؟

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''مجھے یہ ڈر ہوا کہ تمہارے اوپر قیام اللیل (تہجد) فرض نہ کر دی جائے۔'' (متفق علیه)

﴿نمازِ نبوی ﷺ﴾

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ:

''مجھے میرے والد نے اپنی زکوٰۃ کے اونٹوں کے ساتھ نبی ﷺ کی خدمت میں بھیجا، جب میں حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ رات ام المومنین حضرت میمونہؓ کی باری کی تھی، جو ابن عباسؓ کی خالہ تھیں، ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام مسجد تشریف لے گئے اور عشاء کی نماز پڑھی، پھر گھر تشریف لائے اور اپنے کپڑے اتار کر (دوسرے پہن لئے) اور اپنی زوجہ مطہرہؓ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ایک چادر میں لیٹ گئے، ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں اپنا کپڑا اپنے نیچے بچھانے لگا اور اسی پر لیٹ گیا، میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں آج رات اس وقت تک سوؤں گا نہیں جب تک کہ رسول اللہ ﷺ کا قیام اللیل کا معمول نہ دیکھ لوں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ سو گئے، یہاںتک کہ خراٹوں کی آواز آنے لگی۔ رات کا اتنا حصہ گزر گیا جتنا اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ آپ ﷺ بیدار ہوئے اور باہر نکل کر قضائے حاجت سے فارغ ہوئے، پھر ایک منہ بند مشکیزہ کے پاس تشریف

لائے ،اس کا منہ کھولا اور اپنے دست مبارک پر پانی بہایا، پھر مشکیزہ کا منہ انڈیل کر اس میں اپنے ہاتھ دھونے لگے، وضوفرمایا، میں نے چاہا کہ میں اٹھ کر آپ ﷺ پر پانی بہاؤں (یعنی آپ ﷺ کو وضو کراؤں) پھر مجھے یہ خدشہ ہوا کہ کہیں آپ ﷺ میری موجودگی کی وجہ سے آج رات اپنے معمولات میں سے کوئی چیز چھوڑ نہ دیں (لہٰذا اس خدشہ کی بناء پر میں یونہی پڑا رہا) پھر آپ ﷺ نماز پڑھنے لگے، میں بھی اٹھ کھڑا ہوا اور جو کچھ آپ ﷺ کر رہے تھے میں بھی کرنے لگا، پھر میں آپ ﷺ کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا تو آپ ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے پکڑ کر مجھے اپنے دائیں طرف کھڑا کر لیا، آپ ﷺ نے تیرہ رکعات پڑھیں، پھر حضرت بلالؓ تشریف لائے اور نماز فجر کیلئے اذان دی تو آپ ﷺ نے کھڑے ہو کر دو رکعات (سنت) فجر سے قبل ادا کیں۔'' (متفق علیه)

سعدؒ بن ابراہیم کی عبادت

سعدؒ بن ابراہیم امام ابوبکرؒ بن ابی الدنیا کے شیخ ہیں۔ ان کے متعلق شعبہؒ فرماتے ہیں کہ:

''سعد بن ابراہیمؒ ہمیشہ روزہ رکھتے اور ہر تین دن میں قرآن کریم ختم کیا کرتے تھے، اور بعض نے فرمایا کہ ہر دن رات میں ختم قرآن کیا کرتے تھے۔''

حضرت عثمانؓ بن عفان کا حالِ عبادت

زبیرؒ بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے میری دادی نے بیان کیا کہ:

''حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ رات میں اپنے گھر والوں میں سے کسی کو جگاتے نہیں تھے، البتہ اگر کوئی جاگ رہا ہوتا تو اسے

بلاتے اور وہ انہیں وضو کرا دیا کرتا تھا اور ہمیشہ روزہ دار ہوتے تھے۔'' (صفة الصفوة)

﴿وہبؒ بن مُنبّہ کا حال﴾

عبدالرزاقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے کہ:

''وہبؒ بن منبہ (جو مشہور محدث و بزرگ گزرے ہیں) اکثر اوقات عشاء کے وضو سے صبح (فجر) کی نماز پڑھتے تھے'' وہ فرمایا کرتے تھے کہ: ''میں رمضان میں کوئی نیا عمل نہیں کرتا''۔ یعنی رمضان اور غیر رمضان سب میں میرا معمول یکساں رہتا ہے۔ عام ایام میں بھی اتنی عبادت کیا کرتے تھے۔

﴿عمروؒ بن عتبہ کا خوف آخرت﴾

عمروؒ بن عتبہ کے گھر والوں میں سے کوئی خاتون بیان کرتی ہیں کہ:

''عمروؒ بن عتبہ نفلی نمازیں مسجد میں نہیں پڑھتے تھے ایک رات انہوں نے (مسجد میں) عشاء کی نماز پڑھی پھر گھر آئے اور نماز تہجد میں مشغول ہوگئے، جب تلاوت کرتے کرتے اس آیت پر پہنچے:

﴿وَ اَنۡذِرۡهُمۡ یَوۡمَ الۡاٰزِفَةِ﴾ ()

تو رونے لگے اور روتے روتے گر پڑے اور کچھ دیر جتنی دیر بھی اللہ نے چاہا اسی حال میں رہے، پھر کچھ افاقہ ہوا تو کھڑے ہوگئے اور پھر وہی آیت دہرائی تو گریہ طاری ہو گیا اور پھر روتے روتے گر پڑے۔ اسی طرح صبح تک یہی ہوتا رہا اور نہ نماز پوری کر سکے اور نہ ہی ایک رکعت''۔

﴿علاء بن زیادؒ کا خوف آخرت﴾

ہشامؒ بن زیاد (جو علاءؒ بن زیاد کے بھائی تھے) فرماتے ہیں کہ:

''علاءؒ بن زیاد ایک خوش خلق انسان تھے، ہر شب جمعہ کو رات بھر قیام کرتے تھے، ایک رات طبیعت میں کچھ کسلمندی تھی تو سو گئے اور اپنی بیٹی سے کہہ دیا کہ اتنے بجے مجھے جگا دینا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے! کوئی شخص خواب میں ان کے پاس آیا اور ان کی پیشانی کے بال پکڑ کر کہا: اے ابن زیاد! کھڑے ہو جاؤ اور اللہ عزوجل کا ذکر کرو، وہ تمہیں یاد کرے گا۔ اس دن کے بعد سے موت تک ان کے وہ بال کھڑے رہے۔ رحمۃ اللہ علیہ رحمۃً واسعۃ۔

﴿ضیغمؒ کا حال﴾

سیار بن حاتم کہتے ہیں کہ:

''ضیغمؒ کا یومیہ معمول چار سو رکعات تھا۔ میں اکثر اوقات ان کے ہاں جاتا تو ان کی باندی کہا کرتی تھی: وہ اپنی چکی پیسنے میں مشغول ہے اس سے فارغ نہیں ہوا۔

سیارؒ فرماتے ہیں کہ:

''میں نے ضیغمؒ کو دیکھا، انہوں نے پورا دن اور پوری رات نماز میں گزار دی یہانتک کہ ایک بار رکوع میں گئے تو سجدہ میں جانے کی قدرت نہ رہی۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا:

''میری آنکھوں کی ٹھنڈک۔'' پھر سجدہ کی حالت میں گر گئے۔ پھر سجدہ ہی کی حالت میں فرمایا:

''اے میرے مولا! تیری مخلوق کے دل کس طرح تجھ سے دور ہیں؟۔''

بعض اوقات ان کی طبیعت میں کچھ کسلمندی اور تھکاوٹ ہوتی تو اس کا علاج کرنے کیلئے غسل کرتے، پھر ایک کمرہ میں داخل ہو کر اس کا دروازہ اندر سے بند کر لیتے اور فرماتے:

''اے میرے مولا! میں تیری طرف آ گیا ہوں، چنانچہ ایسا کرنے

سے ان کا پھر سے وہی معمول لوٹ آتا جو وہ کیا کرتے تھے۔‘‘

طاؤسؒ (مشہور تابعی) اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

’’سنو! جو شخص رات میں دس آیات کے بقدر قیام کرے تو صبح اس حال میں کرے گا کہ اللہ اس کے لیے اس کے عمل کے بدلہ میں سو نیکیاں لکھ چکے ہوں گے۔‘‘

سنو! نیک مرد جو رات میں اپنی بیوی کو (تہجد کیلئے) جگاتا ہے، اگر وہ اٹھ جائے تو ٹھیک ورنہ اس کے چہرہ پر پانی کے چھینٹے مارتا ہے پھر دونوں اللہ کی عبادت کیلئے کچھ دیر قیام کرتے ہیں۔

سنو! وہ نیک عورت اپنے شوہر کو رات میں جگاتی ہے وہ اگر اٹھ جائے تو ٹھیک ورنہ وہ اس کے چہرہ پر چھینٹے مارتی ہے پھر دونوں اللہ کی رضا کیلئے کچھ دیر قیام کرتے ہیں‘‘۔(مرسل: حلیة الاولیاء)

امام طاؤس کی تہجد

داؤد بن ابراہیم کہتے ہیں کہ:

’’ایک بار حج کے لیے جانے والے ایک قافلہ کی راہ میں شیر آ گیا اور قافلہ کی راہ میں رکاوٹ بن گیا، لوگ ادھر ادھر بھاگے سحر کے وقت شیر چلا گیا تو دائیں بائیں پڑ گئے اور سو گئے، جبکہ امام طاؤسؒ کھڑے نماز پڑھتے رہے۔ ان کے صاحبزادے نے کہا کہ آپ کی ساری رات تھکاوٹ میں گزری ہے، کیا سوئیں گے نہیں؟۔‘‘

فرمایا: سحر کے وقت کون سوتا ہے؟

امتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے شفاعت

حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ

ﷺ سے سنا۔آپ صبح تک نماز میں ایک ہی آیت دہراتے رہے، رکوع وسجود میں بھی اس کو پڑھتے رہے(**اِن تُعَذِّبْھُمْ فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَ اِنْ تَغْفِرْلھم فَاِنَّکَ انت العزیز الحکیم**)(المائدہ/۱۱۸)

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ صبح تک اسی آیت کو دہراتے رہے؟ فرمایا: میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے حق میں شفاعت کا حق مانگا تو مجھے دیدیا گیا، اور یہ شفاعت ہر اس شخص کو پہنچے گی جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو گا۔(مصنف ابن ابی شیبہ)

حضرت عمر کا ایک کلمہ حکمت

ھشام بن عروہؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

''جب تم کسی کو دیکھو کہ وہ نماز ضائع کررہا ہے تو خدا کی قسم! وہ دوسروں کے حق کو اللہ کے حق سے زیادہ ضائع کرنے والا ہوگا۔''

بدیل بن میسرہ کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص نماز پڑھے اور نہ رکوع اچھی طرح کرے نہ سجدہ اس کی نماز ایسے لپیٹ دی جاتی ہے جیسے چادر پھر وہ اس نمازی کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

نماز ترازو ہے

سالمؒ بن ابی الجعد فرماتے ہیں کہ سلمانؓ فارسی فرماتے ہیں

''نماز ترازو ہے جس نے پورا بھرا اس کے لئے اجر بھی پورا ہوگا اور جس نے اس میں کمی کی تو تم جانتے ہو اللہ تعالیٰ نے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے متعلق کیا (وعید) بیان فرمائی ہے۔''

نماز میں کمر کو سیدھا رکھنا......

ابومسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس شخص کی نماز قبول نہیں ہوتی جو رکوع و سجدہ میں اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا۔'' (ابوداؤد)

﴿حسن بصریؒ کی نصیحت﴾

حسن بن نجیح الرقاشیؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصریؒ سے سنا، فرماتے تھے:

''اے ابن آدم! جب تیری نماز بہت ہلکی ہو جائے تو دین کی کیا بات تیرے لئے قابل اہتمام ہوگی؟۔''

﴿عبداللہؓ بن زبیر کی نماز﴾

یحیٰ بن دثابؒ فرماتے ہیں کہ:

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، جب سجدہ کرتے تو (اتنا طویل اور پرسکون سجدہ ہوتا کہ) چڑیاں آتیں اور ان کی پشت پر بیٹھ جاتیں انہیں دیوار کا ایک حصہ سمجھ کر''۔

﴿مالکؒ بن دینار کا حال﴾

عبداللہ بن العتکیؒ فرماتے ہیں کہ ہم سے ہمارے بعض ساتھیوں نے بیان کیا کہ مالک بن دینار ایک رات قیام اللیل میں کھڑے ہوئے (اور دعا شروع کی) اپنی داڑھی پکڑی اور فرمایا: ''میرے بڑھاپے پر جہنم کے عذاب سے رحم کیا جائے اور مسلسل سپیدۂ سحر نمودار ہونے تک یہی دعا مانگتے رہے''۔

﴿تہجد و عبادت میں زیادتی کی ممانعت﴾

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک لٹکی ہوئی رسی دیکھی تو پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کہا گیا کہ یہ فلاں خاتون کی رسی ہے جو رات میں

تہجد میں مشغول رہتی ہیں جب ان پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے تو اس رسی کو پکڑ کر لٹک جاتی ہیں (تا کہ نیند بھاگ جائے)

حضور ﷺ نے فرمایا: اسے چاہیے کے وہ کھول دے جو اس نے باندھی ہے (یعنی رسی) اور فرمایا:

جب نیند کا غلبہ ہو تو اسے چاہیے کہ وہ سو جائے (اس لئے کہ نفس اور جسم کا بھی حق ہے)

فائدہ

یہ خاتون حضرت زینب رضی اللہ عنہا تھیں۔ مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضور ﷺ کو بتلایا گیا: یہ حضرت زینبؓ کی رسی ہے جو دو ستونوں کے درمیان باندھی گئی تھی۔ جب وہ تھک جاتی تھیں تو رسی پکڑ لیتی تھیں۔

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''اسے کھول دو اور تم میں جو کوئی بھی نفلی نماز پڑھے وہ طبیعت کے نشاط و چستی کے ساتھ پڑھے، جب تھک جائے تو بیٹھ جائے (یعنی نماز ختم کر دے)''۔

تہجدِ نبوی ﷺ کا حال

سعد بن ہشام الانصاریؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کی رات کی نماز (تہجد) کی کیفیت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا:

''رسول اللہ ﷺ جب عشاء کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو دو ہلکی رکعتیں پڑھتے، پھر سو جاتے اور اپنی مسواک اور وضو کا پانی سرہانے رکھ لیا کرتے تھے، رات میں بیدار ہوتے تو مسواک اور وضو وغیرہ

سے فارغ ہوکو دو مختصر سی رکعات پڑھتے، بعدازاں آٹھ رکعات پڑھتے جن میں قرأت کی طوالت یکساں ہوتی تھی اور نویں رکعت کو وتر بنالیتے تھے، پھر دو رکعات بیٹھ کر پڑھتے تھے۔''

''جب رسول اللہ ﷺ کی عمر زیادہ ہوگئی اور آپ ﷺ کا جسم فربہی کی طرف مائل ہوگیا تو آپ ﷺ آٹھ کے بجائے چھ رکعات پڑھنے لگے اور ساتویں کو وتر بنا لیا کرتے تھے اور پھر دو رکعات بیٹھ کر پڑھتے تھے جن میں بالترتیب سورۃ الکافروں اور سورۃ الزلزال پڑھتے تھے۔'' (طحاوی)

فائدہ: وتر بنانے کا مقصد یہ ہے کہ آخری تین رکعات بطور وتر پڑھا کرتے تھے۔

شیطان سے ڈرو

عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ:

''جس بندہ کا رات میں کسی مخصوص وقت میں قیام اللیل کا معمول ہوتا ہے اگر کسی روز اس وقت اس پر نیند طاری رہے تو ایک آنے والا فرشتہ اس کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے اٹھ اور اپنے پروردگار کا ذکر کر، اور جتنی نماز تیرے لیے مقدر کردی گئی ہے پڑھ۔''

دوسری جانب شیطان کہتا ہے سو جا اس لیے کہ تجھ پر رات مسلط ہے، کیا تو کوئی آواز سنتا ہے؟ (یعنی سب سو رہے ہیں تو تو بھی سو جا) چنانچہ فرشتہ اور شیطان میں جھگڑا ہوتا ہے۔ فرشتہ کہتا ہے خیر اور بھلائی کا کھولنے والا۔ اور شیطان کہتا ہے: برائی کا کھولنے والا۔ پس اگر بندہ اٹھ جائے اور نماز پڑھ لے تو اسے ''خیر حاصل ہو جاتی ہے اور اگر صبح تک سوتا رہے تو شیطان اس کے پاس آتا ہے اور اس کو تھپکی دیتا ہے یہانتک کہ اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے (تاکہ فرشتہ کی آواز سننے سے بے بہرہ ہو جائے) حتیٰ کہ وہ صبح کی روشنی ہی دیکھتا ہے (یعنی صبح تک سوتا رہتا ہے) اور مغموم و بوجھل دل کے ساتھ صبح

کرتا ہے''۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ رمضان کے عشرہ اخیر میں اپنے گھر والوں کو جگایا کرتے تھے۔''

﴿رمضان المبارک میں حضور علیہ السلام کی نماز کی کیفیت﴾

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کی نماز (تہجد) کیسی ہوتی تھی؟

فرمایا کہ:

''رسول اللہ ﷺ رمضان ہو یا غیر رمضان کسی زمانہ میں تیرہ رکعات سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ پہلے چار رکعات ادا فرماتے تھے، تم ان کی طوالت اور اچھائی کے بارے میں پوچھو بھی نہیں۔ بعدازاں پھر چار رکعات ادا فرماتے تھے اور ان کی بھی طوالت وحسن کے متعلق کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ پھر تین رکعات ادا فرماتے۔''

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! آپ بغیر وتر ادا کیے سو جاتے ہیں؟ (کیونکہ آپ کا معمول یہ تھا کہ وتر تہجد کے بعد پڑھا کرتے تھے)

حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''اے عائشہؓ! میری دونوں آنکھیں تو سو جاتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔'' (یعنی میرے دل پر ایسی غفلت طاری نہیں ہوتی کہ میں سوتا رہ جاؤں اور وتر قضا ہو جائیں۔ عشاء کی نماز کے ساتھ وتر پڑھنا تو اس شخص کیلئے مناسب ہے جسے تہجد میں اٹھنے کا یقین نہ ہو)۔

حضرت زید بن خالد الجہنیؓ فرماتے ہیں کہ ایک بار میں نے دل میں کہا کہ:

''میں ضرور رسول اللہ ﷺ کی تہجد کی ایک جھلک دیکھوں گا۔

چنانچہ میں نے دروازہ کی چوکھٹ یا آپ ﷺ کے خیمہ کی چوکھٹ سے ٹیک لگالی۔ رسول اللہ ﷺ بیدار ہوئے اور آپ ﷺ نے پہلے دو مختصر سی رکعات پڑھیں، اس کے بعد دو طویل رکعات پڑھیں جو غیر معمولی طویل تھیں، بعدازاں مزید دو رکعات ادا کیں جو طوالت میں پہلی دو سے کچھ کم تھیں، پھر دو اور پڑھیں جو پہلی دو سے ذرا ہلکی تھیں، اس کے بعد پھر دو رکعات جو پہلی دو کے مقابلہ میں نسبتاً کم طویل تھیں پڑھیں، اس کے بعد تین رکعات وتر کی ادا کیں۔ یہ سب ملا کر تیرہ رکعات ہوئیں۔'' (مسلم)

حضرت عمرؓ کے ساتھ ان کے گھر میں

زید بن اسلمؒ اپنے والد اسلمؒ سے روایت کرتے ہیں کہ:

''حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جتنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق و مشیت ہوتی نماز ادا کرتے، پھر اپنے گھر والوں کو بیدار کرتے اور فرماتے: نماز، نماز اور یہ آیتِ مبارکہ تلاوت کرتے تھے۔''

﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ﴾ (سورة طٰهٰ: ۱۳۲)

نمازِ تہجد کی ابتداء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جب تم میں سے کوئی رات میں نماز کیلئے اٹھے تو پہلے دو مختصر سی رکعات پڑھ کر اپنی نمازِ تہجد کی ابتدا کرے۔''

نماز مومن کا نور ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

ارشاد فرمایا:

''نماز مومن کا نور ہے۔''

﴿نماز، گناہوں کا کفارہ﴾

حضرت کعب احبارؒ فرماتے ہیں کہ:

''جب تک بندہ سجدہ میں رہتا ہے اس کے گناہ جھڑتے رہتے ہیں۔''

﴿جنت کی چابیاں شب زندہ داروں کے پاس﴾

ابوخزیمہؒ فرماتے ہیں کہ:

''میں اسکندریہ (مصر) میں تھا کہ ایک بار خواب میں کوئی میرے پاس آیا اور کہا: اٹھو! نماز پڑھو، پھر کہا: کیا تم نہیں جانتے کہ جنت کی چابیاں شب بیدار لوگوں کے پاس ہیں وہ اس کے دربان ہیں، وہ اس کے دربان ہیں، وہ جنت کے دربان ہیں۔''

﴿سلیمان علیہ السلام کو ان کی والدہ کی نصیحت﴾

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''حضرت سلیمان علیہ اسلام کی والدہ نے ان کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا، رات میں زیادہ مت سویا کرو، اس لیے کہ رات میں زیادہ سونا آدمی کو قیامت کے روز (نیکیوں کے اعتبار سے) تہی دامن اور محتاج کر دے گا۔''

ابوسعیدؒ مولیٰ عبداللہ بن عامر بن کریز فرماتے ہیں کہ:

''حضرت داؤد علیہ اسلام اور حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام

دونوں کبھی رات بھر سوتے نہیں رہے۔ یہانتک کہ موت نے ان دونوں کے درمیان جدائی کر دی' داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمانؑ سے کہا: یا تو رات کے ابتدائی حصہ میں تم میرے لیے کافی ہو جاؤ (یعنی میرے امور انجام دو) اور آخری حصہ میں میں تمہارے لئے کافی ہو جاؤں گا اور یا اس کے برعکس تم آخری حصہ میں میرے لیے کافی ہو جاؤ اور میں ابتدائی رات میں تمہارے لئے کافی ہو جاؤں۔ چنانچہ ان سے میں جو کھڑا ہوتا (یعنی نماز میں مشغول ہوتا) تو اس کی فراغت پر دوسرا کھڑا ہو جاتا۔''

عونؒ فرماتے ہیں کہ:

''بنی اسرائیل میں ایک نگران تھا جو ان کے معاملات کی نگرانی کیا کرتا تھا وہ کہا کرتا تھا: زیادہ مت کھاؤ، کیونکہ اگر تم زیادہ کھاؤ گے تو زیادہ سوؤ گے اور اگر زیادہ سوؤ گے تو نماز کم پڑھو گے۔''

﴿جن آنکھوں پر جہنم حرام ہے﴾

ثابت بن معیدؒ فرماتے ہیں کہ:

''تین آنکھیں ایسی ہیں جو جہنم میں کبھی مستقل نہیں رہیں گی، ایک وہ آنکھ جس نے خدا کی راہ میں پہرہ دیا ہو۔ دوسری وہ آنکھ جو خشیت الٰہی سے روتی ہو اور تیسری وہ آنکھ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت میں جاگتی رہی ہو۔''

﴿دعائے مغفرت﴾

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

''میں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور

آپ ﷺ کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی، جب آپ نماز مغرب سے فارغ ہو گئے تو پھر نفل نماز شروع کر دی اور مسلسل نماز پڑھتے رہے یہانتک کہ عشاء کی نماز (کا وقت ہونے پر عشاء) پڑھی، پھر مسجد سے باہر نکلے تو میں آپ ﷺ کے پیچھے ہولیا' آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے؟ میں نے عرض کیا: حذیفہ! آپ ﷺ نے فرمایا:۔"

"اے اللہ! حذیفہ اور اس کی قوم کی مغفرت فرما۔"

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"نبی اکرم ﷺ نے (نماز تہجد میں) سورۃ البقرہ شروع فرمائی اور اسے ختم کر دیا اور پھر چھ یا سات بار "اللّٰھم ربنا لک الحمد" فرمایا۔ اس کے بعد سورۃ آل عمران شروع فرمائی اور اسے ختم کر کے اسی طرح کہا، پھر سورۃ النساء، سورۃ المائدہ اور سورۃ الانعام بھی اسی طرح پڑھ لیں، اس کے بعد رکوع فرمایا اور رکوع میں "سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے رہے۔"

"حضرت حذیفہؓ بن سلیمان سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ ﷺ رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ پڑھتے تھے۔ تلاوت کے دوران کوئی رحمت کی آیت آتی تو ٹھہر جاتے اور دعا مانگتے، کسی آیت عذاب کی تلاوت فرماتے تو اللہ سے پناہ مانگتے تھے" (مسلم)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

"جس نے رات میں دس آیات کی تلاوت کر لی وہ غفلت شعاروں میں نہیں لکھا جائے گا' جس نے پچاس آیات کی تلاوت کی وہ اہل ذکر میں شمار کیا جائے گا اور جس نے سو آیات کی تلاوت کی وہ

اطاعت شعاروں میں شمار ہوگا اور جس نے ہزار آیات کی تلاوت کی
اس کیلئے ایک قنطار (بہت زیادہ) ثواب لکھا جائے گا۔''

﴿آسمانی پکار﴾

ابوالحجاج مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ:

''جب اخیر شب میں پرندے مشغول حمد وثنا ہو جاتے ہیں تو آسمان سے ایک منادی آواز لگاتا ہے: ہے کوئی مانگنے والا کہ اسے دیا جائے؟ ہے کوئی دعا گو کہ اس کی دعا قبول کی جائے؟ ہے کوئی مغفرت کا طلبگار کہ اس کی مغفرت کی جائے؟۔''

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن فرماتے ہیں کہ:

''اہل تہجد کے یہاں صبح سے ظہر تک کا وقت بھی وسط شب شمار ہوتا تھا۔ چنانچہ اگر کسی کی تہجد چھوٹ جاتی تھی اور وہ ظہر سے پہلے پہلے اسے پڑھ لیتا تھا تو اسے تہجد پانے والا شمار کرتے تھے۔''

فائدہ: مقصد یہ ہے کہ اپنا معمول قضاء کرنا چاہئے اگر کسی روز معمول کے مخصوص وقت میں نہ کر سکے تو اس کے بعد کرلیا جائے۔ ناغہ نہ ہو۔ لہٰذا پچھلے بزرگوں کے ہاں اگر کسی کی تہجد قضا ہو جاتی تھی تو معمول پورا کرنے کیلئے اسی روز ظہر سے پہلے پہلے پڑھ لیا کرتے تھے۔

﴿ھمامؒ بن منبہؒ کی دعا﴾

حصین بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ ھمامؒ سجدہ میں یہ دعا مانگتے تھے:

''(یا اللہ!) مجھے رات میں نیند سے روک دے اور میری بیداری کو اپنی اطاعت میں گزارنے کی توفیق عطا فرما دے''۔

''چنانچہ ان کا معمول تھا کہ وہ ساری رات سوتے نہیں تھے بلکہ یونہی کچھ دیر کیلئے بیٹھے بیٹھے سو جاتے تھے''

عطیہؒ فرماتے ہیں کہ:

''ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ جب بندہ نماز کے دوران کسی دوسری طرف متوجہ ہو جاتا ہے تو اللہ عزوجل اس سے فرماتے ہیں: اے ابن آدم! کہاں متوجہ ہے؟ جس طرف تو توجہ کر رہا ہے میں تیرے لئے اس سے زیادہ بہتر ہوں۔''

خشوع کیا ہے؟

عطاءؒ سے نماز میں خشوع وقنوت کی کیفیت کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا:

''نماز کو دل کے جھکاؤ کے ساتھ پڑھنا خشوع کہلاتا ہے اور قنوت کے معنیٰ کامل اطاعت کے ہیں۔''

ربیعؒ بن الحسن فرماتے ہیں کہ:

''جب بندہ نماز میں غیر اللہ کی طرف دھیان کرتا ہے تو اللہ عزوجل اس سے فرماتے ہیں: ابن آدم! میری طرف متوجہ ہو، جب دوسری بار بھی وہ کسی دوسری طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ عزوجل پھر فرماتے ہیں: ابن آدم میری طرف توجہ کر، جب تیسری یا چوتھی بار بھی غیر اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: اے ابنِ آدم! مجھے تیری کوئی ضرورت نہیں۔''

دو خصلتیں...... جو ناپید ہوگئیں

قاسمؒ بن محمد فرماتے ہیں کہ:

''دو خصلتیں لوگوں میں بکثرت پائی جاتی تھیں، اب جاتی رہیں، ایک اللہ کے دیئے ہوئے مال میں سخاوت اور دوسرے شب بیداری وقیام اللیل۔''

﴿ٹھنڈی غنیمت﴾

عامر بن مسعود الجمحیؒ فرماتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سردی میں روزہ ٹھنڈی غنیمت ہے۔''

مبارکؒ بن فضالہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت حسن بصریؒ کو سنا، وہ نبی اکرم ﷺ کے دو صحابہ کرام یا اس دور کے دو مسلمانوں کی بات نقل فرمارہے تھے کہ ایک نے دوسرے سے کہا:

''میرے بھائی! مجھے بتاؤ کہ جس رات میں تم اپنا معمول پورا کر لیتے ہو (یعنی تہجد وغیرہ کا تو کیا صبح کو بہت ہلکے پھلکے ٹھنڈے، پرسکون اور بہت زیادہ پرامید نہیں ہوتے؟ اس دن کے مقابلہ میں جب تم اپنا معمول پورا نہ کرسکو؟۔''

انہوں نے فرمایا کہ: کیوں نہیں۔ ایسا ہی ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

''مجھ سے میرے والد عباسؓ نے فرمایا کہ: تم حضور علیہ السلام کے گھر میں رات گزارو، (ابن عباسؓ کیونکہ عمر میں کمسن اور رشتہ میں حضور ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہؓ کے بھانجے تھے اس لیے انہیں حکم دیا) اور ہمارے لیے نبی ﷺ کی نماز محفوظ کرو (یعنی رات کو جاگ کر حضور علیہ السلام کی تہجد کا حال دیکھو اور ہم سے بیان کرو) اور میرے پاس اس حال میں آنا کہ تم سوئے نہ ہو یہاں تک کہ تم نبی ﷺ کی نماز محفوظ کرلو۔''

عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

چنانچہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے عشاء کی نماز پڑھی، نماز کے بعد مسجد میں

موجود سب افراد چلے گئے اور مسجد میں سوائے میرے کوئی باقی نہ رہا۔ نبی ﷺ نے مجھے دیکھا تو فرمایا: کون ہے کیا عبداللہ ہے؟ (اندھیرے کی وجہ سے واضح پہچان نہ ہوسکی ہوگی) میں نے عرض کیا جی ہاں! فرمایا: کیا بات ہے؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے عباسؓ (ابا جان) نے حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ کے گھر میں رات گزاروں۔

آپ ﷺ نے فرمایا: تو چلو پھر جب رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوئے تو فرمایا: عبداللہ! بستر بچھاؤ۔ چنانچہ میں ایک تکیہ کھجور کی چھال کا جس میں پتے بھرے ہوئے تھے لے آیا۔ فرماتے ہیں کہ: پھر نبی اکرم ﷺ آگے بڑھے اور دو رکعات پڑھیں جو نہ بہت طویل تھیں نہ بہت مختصر۔ پھر اس کے بعد بستر پر تشریف لائے اور سو گئے یہانتک کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں یا سوتے میں سانس چلنے کی آواز سنی۔

کچھ دیر بعد بیدار ہوئے اور بستر پر بیٹھ گئے' آسمان کی طرف سر اٹھایا اور سورہ آل عمران کی یہ آیات سورت کے اختتام تک تلاوت فرمائیں: ان فی خلق السموت والارض.......... الآیۃ پھر تین بار سبحان اللہ کہا بستر سے کھڑے ہوئے اور قضائے حاجت سے فارغ ہوکر مسواک کی، وضو فرمایا اور کھڑے ہوکر دو رکعات پڑھیں نہ بہت لمبی نہ بہت مختصر۔ پھر اپنے بستر پر لوٹ گئے اور سو گئے یہانتک کہ میں نے آپ کے خراٹوں کی آواز سنی۔ پھر بیدار ہوئے اور بستر پر سیدھے بیٹھ گئے اور حسب سابق وہی آیات تلاوت کیں۔ تین بار سبحان اللہ کہا۔ پھر اٹھے، مسواک کیا، وضو فرمایا اور پھر دو رکعات نہ بہت لمبی اور نہ بہت مختصر پڑھیں۔ بعدازاں پھر بستر پر لوٹ آئے اور سو گئے حتیٰ کہ میں نے آپ ﷺ کے خراٹوں کی آواز سنی۔ اس کے بعد پھر بیدار ہوئے اور حسب سابق وہی کام کئے جو پہلی دو مرتبہ میں کئے تھے۔ اس کے بعد چھ رکعات پڑھیں، پھر تین وتر پڑھے، بعدازاں طلوع فجر کے بعد دو رکعتیں (سنتِ فجر) پڑھیں۔

نماز سے فارغ ہوکر یہ دعا فرمائی:

﴿اللّٰھم اجعل فی بصری نوراً ....﴾

''اے اللہ! میری نگاہ میں نور عطا فرما، میرے قلب میں نور پیدا

فرما، میرے سامنے، میرے پیچھے، میرے اوپر، میرے دائیں، میرے بائیں نور پیدا کر دے اور جس روز میں تجھ سے ملوں تو میرے لیے نور پیدا کر دے اور میرے نور کو بڑھا دے۔"

﴿نماز میں طویل قیام کا فائدہ﴾

محمدؒ بن المنکدر فرماتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"نماز میں طویل قیام سکرات الموت (عالم نزع کی سختی) آسان کر دیتا ہے۔"

﴿نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف کا فائدہ﴾

ابواسحاقؒ بن الحکم بن عتیبہ فرماتے ہیں کہ:

"جب بندہ رات میں اٹھے، مسواک کرے، پھر کھڑا ہو جائے اور اللہ عزوجل کی حمد وثنا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھے اور اس کے بعد کچھ آیات کی قرأت کرے تو اس کے پاس ایک فرشتہ آتا ہے اور اسے بوسہ دیتا ہے۔"

وآخر دعوانا أن الحمد الله رب العالمین

والصلوٰة والسلام الاتمان الاکملان

علیٰ نبینا محمد وعلیٰ آلہٖ اصحابہٖ اجمعین